

# کتاب البرهان فی بیان الحلال والحرام من الحيوان

عرف کوا حرام ہے۔



علامہ مولانا محمد گوهر علی علوی نقشبندی مجددی حنفی



کتاب البرهان فی بیان الحلال والحرام من الحيوان - از تصانیف محمد گوهری  
موسوی مونی لاهیکی مشقی فاضل ساکن لودکے تحصیل گوجران ضلع راولپنڈی حال وارو  
راولپنڈی مدرس نظامی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]



## المقصد الاول - جانورون کی حلت و حرمت کے بیان میں -

واعلم ہر کہ جانور دو قسم کے ہیں - اول جو دریا میں رہتے ہیں دوم جو خشکی میں رہتے ہیں - جو جانور کہ پانی میں پیدا ہوگا اور پانی میں ہی زندگی بسر کرتے ہیں جیسے میٹھک کچوا - زلو - کیکڑا - مگرچھ - شیر آبی - خوک آبی - کدھر کیش - کھڑیا ل وغیرہ سب حرام ہیں - مگر جمیلی جو بلا ذبح بھی حلال ہے لیکن طافی جمیلی جو خود مر کر پانی کی سطح پر اٹھ کر تیرتی ہوئی نظر آوے وہ حرام ہے - اور جو جانور خشکی میں رہنے والے ہیں وہ زمین پر منقسم ہیں (۱) وہ جنہیں خون نہیں ہے ٹڈی - بھڑ - مکھیاں - مگڑی - بچھو - گبرلا - ہنسی - ہنکا - پتنگا - چینگر - چھڑی - چڑا - جیونٹی - جیونٹا - جگنو - دیک - کنسلانی - کلا - بوٹ - بہور - وغیرہ سب حرام ہیں - مگر انہیں سے ٹڈی کو وہ بغیر ذبح بھی حلال ہے - (۲) وہ جانور جنہیں خون تو ہے مگر ساڑھ دو دان نہیں جیسے سانپ - جھینگلی - گرگٹ - ہمنی وغیرہ حرام ہیں اور اس طرح تمام حشرات الارض یعنی جو زمین کے اندر رہتے ہیں اور جو حرام جیسے جوئے - سمی - گوس - یروغ - نیولا - چھندر - گھری وغیرہ سب حرام ہیں مگر خوش حلال ہے اور گوہ امام شافعی کے نزدیک حلال ہے - اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے - (۳) اور جو جانور کہ انہیں خون سائل ہے اونکی دو قسم ہیں - مانوس اور وحشی - سو مانوس یہاں سے چٹا کی اونٹ - بھینس - گائے - بکری وغیرہ اور مادہ چوڑا و بڑا یا چھوٹا و چھوٹا حلال ہیں اور وحشی جیسے ہرن - نیل گائے - گوجر - جنگلی اونٹ - بارہ سنگا - سوباجام - المہین حلال ہیں - اور درندے مانوس جیسے کتا بلی در مادہ حرام ہیں اور اس طرح وحشی درندے جنکو سباع الوحش کہتے ہیں چٹا کی شیر - بھڑیا - بک - تیندوا - لومڑی - جنگلی بلی - سنار - سور - دلق - ریکھ - بندر اور مانند اکل حرام ہیں - اور یہاں مانوسہ میں سے گدے حرام ہے اور گھوڑے میں اختلاف ہے امام شافعی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک گھوڑا حلال ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس کے مکروہ ہے - ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر یہ ہے کہ مکروہ تحریمی مراد ہے اور کافی - ابوالمعین - قاضیان - رسیجانی وغیرہ فقہاء کے نزدیک کراہت تنزیہی مراد ہے صحیح قول نہیں - اور ایک روایت میں امام صاحب کا وجوہ یہی بطرف قول صاحبین آیا گیا ہے فافہم - امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں - والحيوانات نزعان - نزع منها لادم لم يفلح في تناول شئ منها الا السمك والجراد لان شرط تناول الحيوانات الزكاة شرعا وذلك لم يتحقق فيها لادم لم يفلح في تناول السمك والجراد مستثنى بالنقص فاشترط فيه الزكاة لقوله صلى الله عليه وسلم اكلت لادم ميتتان ودمان - اما الميتان فالسمك والجراد واما الدمان فالكبد والطحال - وماله دم نزعان مستأنس و متوحش فالذي تحمل تناوله من المستأنس بالاتفاق - الا لادم ولس الابل والمقر والغنم والخراج وذلك بكتاب قال الله تعالى والالعام خالقكم فيها ذوق وضافع ومنها ما تاكلون وقال الله تعالى جعل لكم الالعام احمر كبروا منها وما تاكلون - والمتوحش نزعان منها هيد البحر لا يحمل تناوله



شیخ مہاسیوی السحک و منها صید البئر و کل تناولها الا ما له ناب او مخلب لہنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع و کل ذی مخلب من الطیر و لمحضی الخبث فیہا قال  
 من طبع لا یخطئ والانتہاب فلا بد من ظهور اثر ذلک فی خلق الشاؤل للخذاء من  
 فی ذلک كما قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ترضعنکم الحتاء فان اللبن یودی - والمختبث  
 حرام بالنفس - مبسوط - جلد ۱۱ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر - اور امام حنفی خاص کمر  
 لموطئہ کی نسبت لکھتے ہیں - وعن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال اکلنا لحم الفرس علی عہد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ - واما ابو حنیفہ رضی اللہ  
 عنہ کان یکرہ لم الخیل فظاہر اللفظ فی کتاب الصید یدل علی ان الکراہیۃ للشریبہ قائمہ قال  
 رحمہن بعض العلماء فی لم الخیل قائما انما فلا یجوز اکلہ - ثم من اباحہ استدلالا باقتعال الطائر  
 بیدہ لم الخیل فی الاسواق من غیر تکلیف منکر - ولان سؤرۃ طائر علی الاطلاق و بولہ بمنزرتہ  
 بول ما یوکل لحم فخرقا انہ ماکول کالاکام - ولان ماروی فیہ نبی فلا یحکم الخیل کانت فیہم مکان سلاخا  
 یختارون الیہ فی الحرب فہذا انہما ہم عن اکلہ لالحرمۃ - وحجتہ الی حنیفہ ج ۱۱ ص ۲۳ و بولہ قال الخیل  
 انما کان ماکولا لکیان الادنی بیان منفعة الاکل لانه اعظم وجوہ المنفعة - ولانہ لحم الخیل لہ  
 المغال والحریم الذکر دون الانعام - فی حدیث خالد بن الولید ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
 بنی عمر اکل لحم الخیل والبغال والحمیر - فی حدیث المقدم بن محمد یکرہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم قال حرم علیکم لحم البغال والحمیر والخیل وقد بینا ان الدلیل الموجب للحرمۃ یتراجع فان ما کان  
 من الرحمۃ محمول علی انہ کان فی الابتداء قبل النبی - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ و بولہ حنفی -  
 وقد رد فی الحسن عن ابو حنیفہ کذا الکراہیۃ فی سؤر الفرس کما فی لہنہ و انما جعل بولہ کبول ما یوکل  
 لحم المعنی البلوئی ومن قال الکراہیۃ للشریبہ لا یحرم قال ان الفرس کالانسان من وجہ من  
 حیہ انہ یعمل ارباب العدویہ یدعی السب من الغیمۃ والادوی غیر ما کول لکراہیۃ لا الخبث  
 والخیل کذا تک کمرہ اکلہ علی طریق التشریبہ لمعنی الکراہیۃ و لہذا جعل الخیل طائرتہ السؤر وجعل بولہ  
 کبول ما یوکل لحم - مبسوط - معری - ج ۱۱ ص ۲۳ - اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے - امام کے نزدیک  
 کبوتر و ناکا گوشت مکروہ ہے مگر صاحبین نے اس میں خلاف کیا ہے اور مشائخ نے کراہت کے معنی میں  
 اعتقاد کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ امام اعظم نے مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد لیا ہے اور کبوتر کی  
 دودھ حکم اسکے گوشت کی مثل ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور شیخ امام شریعی نے فرمایا کہ  
 امام اعظم نے جو حکم دیا ہے وہ احوط ہے اور صاحبین نے جو حکم دیا ہے وہ اوسع ہے کذا  
 فی المسراجیہ - عالمگیری اردو ج ۱ ص ۲۳ - اور غایتہ الاوطار میں لکھا ہے - ولا یحل ذوناب  
 و مخلب لحمہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع و ذی مخلب من  
 الطیر و الحشرات و الحمر الدلیۃ والبغل الذی اتمہ حمارة - و الخیل و عندہما و الشافعی یحل و یقول ان  
 ابو حنیفہ رجع عن حرمتہ قبل موتہ بثلاثہ ايام و علیہ الفتوی حمادیہ - اور حلال نہیں کبوتر اور  
 کبوتری امام رضی اللہ عنہ کے نزدیک اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حلال ہے اور بعضوں نے کہا کہ



امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تین دن اپنی موت سے پہلے اسکی حرمت سے رجوع کی اور اسکی حلال  
 ہونیکے قائل ہوئے اور کسی پرفتویٰ نے الجاویہ۔ تم بدایہ میں گھوڑی کی کراہت تحریر کی کراہ  
 کیا ہے اور درر میں بقول مخیر الاسلام اور ابو المعین کے کراہت تنزیہی کو اٹھ کر  
 ہے تو در صورت کراہت تنزیہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین میں یکے خلاف باقی نہ رہتا  
 ہو سکتا کہ صاحبین اگرچہ حلت کے قائل ہیں لیکن کراہت تنزیہی کیساتھ کذا فی الطحاوی  
 ولا باسن بلنبھا علی اللوہ اور گھوڑی کے دودھ میں کچھ مقلق نہیں بر قول درجہ تر۔ تم  
 ہوا سطر کے اس کے دودھ میں سامان چھاد کی کچھ کمی نہیں بخلاف گوشت حلال کہا جانے کے  
 کذا فی المنہ۔ والفضیہ والشلب لان لہما نابا والسنفاۃ والغراب والبقع والقیل والقلب  
 والیربوع وابن عرس والرحم والبقاۃ وکلہا سباع البہائم وقیل الخفاش لانہ ذئب  
 ولا یحیل حیوان مائی اور حلال نہیں دریائی اور پانی کے جانور۔ تم۔ حیوان مائی سے وہ مراد  
 ہے جسکا رہنا اور جینا پانی میں ہو کذا فی المنہ۔ الا السمک والوانع السمک بلذکاة وحل غراب لزج  
 والحقق معہا۔ در المختار اردو میں لکھا ہے اور برہنوں میں سے جو برہنہ سے  
 زخم اور شکار نہیں کرتے اور دانہ چلتے ہیں وہ حلال ہیں جیسے مرغی۔ لیلح۔ کھڑتر۔ جریا۔  
 تیر۔ بٹر۔ ابابیل۔ فاختہ۔ مینا۔ چکور۔ مولا۔ بکھا۔ چنڈول۔ مرغابی۔ پن ککری۔ بیل  
 کوئل۔ سور۔ سرخاب۔ کلاک۔ قاز۔ شتر مرغ۔ قمری۔ بوقلمون۔ سوہڑ۔ چکا۔  
 مویسی۔ کلنگ۔ ہدہ۔ طوطی۔ غراب الزرع۔ عقیق۔ لودھ۔ آگن۔ بوی۔ وغیرہ تمام  
 حلال ہیں۔ اور جو برہنہ سے زخم اور شکار کرتے ہیں جیسے باز۔ باشہ۔ بھری۔  
 ترمی۔ عقاب۔ عفا۔ سمرق۔ رخ۔ شاہین۔ چل۔ شکر۔ لکھورا۔ غراب۔ بوقلمون۔ غلاب  
 غراب القع۔ امرا داس سے ہیں ویسی کو اسے جسکی گردن کے بال نسبت سیر کے سفید  
 ہوتے ہیں کہنا اسکا حرام ہے۔ (حسن المسائل شرح کنز الدقائق) بوم۔ چکا۔ درنگ۔ آغور  
 یا جو نہ امرا داس کہاتے ہیں جیسے کہہ۔ زخم۔ بھاٹ۔ وغیرہ سب حرام ہیں اور عقیق مختلف  
 ہے۔ اگرچہ ہو کہ اس دینی کوئے کا جوتہ میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ لہذا اس مسئلے کو  
 بسطام سے بیان کیا جاوے گا کہ شک و شبہ بالکل زائل ہو کر یقین کامل حاصل ہو جائے  
 وبالله استعین وهو الموفق والمعين۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں  
 کہ یہ کوئے مشہور معروف جو ہمارے ملک میں مشہور دیار قری و امصار میں پایا جاتا ہے اور  
 حصا علی مذیلہ وافعال ذلیلہ سے ہر شخص واقف ہے اور جو ایندرا سانی وجاہت میں  
 قرب الملک ہے۔ ادنیوں اور گدہوں کی زخمی ہڈی پر ٹھونگیں مار کر انکا گوشت کھاٹ کہاتا  
 ہے۔ ایسی جانور دنی آنگلوں پر بہا جو نہیں مار کر انکو ایذا دیتا ہے۔ بچوں سے  
 دو ٹی کے ٹکڑے وغیرہ اشیاء چھین کر لوٹ جاتا ہے۔ مردار و نجاست اور دانہ وغیرہ  
 کے کھانے میں ممانعت و محالطت کہتا ہے۔ یعنی یہ سب چیزیں کھاتا ہے۔ کائیں کائیں یا کائے کاف



سے اسکا صوت تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسکی گون کے بال بہت ہیروں کے سفید ہوتے ہیں  
 عذراف یعنی غراب ہو کہ کبیر یا کلاخ سیاہ بزرگ کی نسبت صغیر الخبیث ہے۔ کیا یہ عقیق ہے  
 یا غراب البقع اور کیا یہ حلال ہے یا حرام۔ بینوہ بالدلیل فتوح و بالاجز الخریل۔  
**جواب**۔ چونکہ استفتاء اور سوال میں دو مرد لگا کر ہے ایک یہ کہ مستأنج فیہ  
 کو ا عقیق ہے یا البقع دوسرا یہ کہ حلال ہے یا حرام۔ لہذا عاجز نے جواب کو دو باب  
 پر منقسم کیا نیز یادہ وضاحت اور اول میں ایک مقدمہ اور آخر میں ایک خاتمہ بھی لکھا  
 بیڑا دیا۔ **مقدمہ الجواب**۔ قبل اسکا کہ تفاسیر للتمیز اور دل مثل حلت و حرمت کو  
 معرض بیان میں لاؤں اس امر کا بیان کرنا ضروری اور واجب سمجھتا ہوں جو جواب  
 نے بجائے مبداء اور موقوف علیہ کے بنے۔ اور وہ دو اموروں پر مبنی ہوگا۔ ایک  
 یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غراب البقع کے قتل پر حلال و محرم کو حل و حرم میں  
 علی سبیل العموم اجماعاً فرمایا۔ بلکہ اس سوزی کی قتل پر حکم فرمایا۔ بعض روایات  
 میں لفظ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وارد ہوا ہے کافی شرح الکفر الخریلی وغیرہ  
 اور لفظ امر بالا صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ بعض روایات میں لفظ غراب  
 مطلقاً آتی ہو اے اور کتب احادیث میں غراب البقع وارد ہوا کہ فی الصبح المسلم۔ یہ اس  
 مقام پر بعض علماء نے روایات مطلقہ کو اصح و ارجح فرمایا مگر قول بعض سے مؤمنین اہل  
 التحقیق نے روایات مطلقہ کو مسلم کی روایت مقیدہ پر محمول فرمایا ہے۔ جب کہ امام  
 محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ نے شرح منقح الاخبار میں مصرح بیان کیا ہے۔ قولہ الغراب بهذا  
 الاطلاق مقید بما عند مسلم من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا لفظ البقع وهو الذی فی نظره اول طینہ بیاض  
 تیل الودھار مطبوخہ مصرح لم یقلہ الا مسلم۔ سہی طرح ہمارے بدر حافظ بدر الدین ابوسعید  
 اور حافظ ابن حجر نے بھی تحریر فرمایا ہے کہ سبقتل۔ مگر ان حضرات نے بھی غراب البقع  
 اور عقیق کے بغیر تمام اقسام کے کو کلمۃ عقیق بالالبقع فرمایا ہے۔ الا ان خبرہ تو عقیق کو بھی البقع سے  
 ملایا ہے۔ علماء و حضرات عقیق کو جو منقول اقام غرابان میں سے ہے غراب البقع  
 کی طرح حدیث من قولہ استحققتن فی الحل والرم الحدیث کے حکم سے خارج کر کے  
 محرم پر اسے قتل سے جزا لازم فرمائی اور سند کو وہ افشاء اللہ تعالیٰ۔ تنجیساً یہ کہ انہ  
 غراب البقع نہ غراب البقع کو حرام فرمایا ہے مگر امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک باقی بیاض  
 کی طرح مکروہ ہے اور عقیق کو اگرچہ علماء نے فقیہ و حنابلہ نے اختلاف کے بعد صحیح  
 قول میں حرام فرمایا ہے مگر ہمارے علماء و حضرات نے اسکو نہ اختلاف علی الاصح حلال فرمایا ہے  
 امام نیز ضروری اور واجب ہے کہ غراب البقع اور عقیق کے علاوہ شافعی اور مالکی تمیز بیڑا  
 فرمایا کہ حل و حرمت قتل و اہل دولہ کے لئے حصول غائہ کا علی التمام صورت مذکور ہو۔ کیونکہ  
 جب معلوم ہو کہ البقع کون سا پرندہ اور عقیق کون سا طائر ہے تو انہر حلت و حرمت قتل و اہل  
 دلولہ کے طریق مرتب ہو سکتا ہے۔ اس لئے بعض اوصاف یہ دو لفظ لکھ کر کہنا نہ مناسب



و محال ہیں۔ لہذا انکی پہچان بجز باقی علامات و اوصاف کے ممکن نہیں۔ اس لئے راقم  
 الحروف نے انکی علامات و اوصاف بیان کرینگے نیز انکی تمیز کے ادلہ و سناد کو  
 زیر قلم کرینگے۔ انکی حلد و حرمتہ کے روایات فقہ و عبارات کتب فقہ کو بھی نقل کرینگا۔  
 اور اکثر مواضع و محلات پر حوالہ کتب فقہ و حدیث و غیرہ مجملہ نام و صفحہ بھی کیا جائیگا کہ  
 کسی قسم کا تشکیک نہ رہ جائے۔ اور جہاں مصنف کتاب کو حنفی و شافعی  
 مالکی حنبلی۔ منسوب بزمیب کیکر لکھا جاوے گا وہاں بندہ کو اس امر پر ظہور اجماع کا  
 منظور ہوگا۔ و باللہ التوفیق و ہونعم الشفیق و نعم الرفیق۔ و ہونعم الوفی و نعم العفیہ۔  
 (۱) باب اول غراب البقع اور عقیق کی تفسیر اور علامت تمیز و شناخت بیان میں  
 اس باب میں دو فصل ہیں۔ فصل اول۔ غراب البقع کی تفسیر اور تعریف اور تمیز  
 و شناخت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کے نام۔ اور رنگ اور شکل و ہیئت اور آواز و افعال  
 و غیرہ اوصاف کو بطریق یقین کریں تاکہ ہم کو اسکی حقیقت اور امانیت اور اصلیت اور شناخت  
 معلوم ہو جائے کیونکہ یہ الہی علامتیں ہیں جنکے معلوم کئے بغیر کسی شیئی کی تعریف مطرو و مشکوک بننے کا  
 و مانع نہیں ہو سکتی۔ اور جب کسی چیز کی تیر و شناخت ہی ہو تو پھر شرف شریف کا حکم کس طرح لگایا  
 جاسکتا ہے۔ لہذا ان علامات عشرہ پر جو ذیل میں درج ہیں نظر غائر ڈالنے سے یقیناً ثابت  
 ہوگا کہ غراب البقع یہی دیسی کوڑا ہے جسکے اوصاف معوال میں ذکر کئے گئے ہیں۔  
 (۲) علامت پہلی۔ غراب البقع کو عرب شریف کے لوگ غراب (مطلقاً) یا غراب البقع سے  
 نام زد کرتے ہیں۔ اور اہل فہرہ اسے زاع۔ کلاغ۔ کلاغ پیسہ۔ کہتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی  
 کوڑا اور پنجابی کانو۔ کانگ۔ بولتے ہیں۔ جسے لغت فارسی میں لکھا ہے۔ مصرعہ زاع کلاغ  
 کان ہم غراب ہوا اور اسکی شرح میں لکھا ہے۔ زاع کلاغ کو جب کہ اندک سفید یا دار کوزانی  
 اشل و التوت۔ مطہر علیہ (۲) علامت دوسری۔ غراب کی آواز کو غاق غاق  
 کلاغ کلاغ۔ کان کان۔ کانیں نکالیں۔ سے بجز کرتے ہیں جسے نحو میر اور غیاث الغات۔ اور عرف النکاح  
 میں ہے (۳) علامت تیسری۔ غراب البقع کے سینہ اور شکم اور گردن و پشت پر بے  
 نسبت پردوں کے سفید یا غور دار ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسکو البقع (ابلق چیلہ) کہتے ہیں  
 علامت چہارم میں اسپردیں نقل کیا ہیں۔ علامت چوتھی۔ (۴)۔ غراب البقع بے نسبت  
 خدافہ یعنی غراب رشید کبیر (کلاغ سیاہ بزرگ) کے چوٹا اور صغیر الجسم اور بکو غراب  
 البین بھی کہا جاتا ہے۔ کہ محل الی قذہ بعد الدین الجینی فی شرح البخاری۔ و فی الحيوان  
 للحیاء غراب البقع غریب و هو غراب البین و کل غراب فقد لیا قال لہ غراب البین  
 اذا ارادوا بہ الشوم الا غراب البین نظیر غراب صغیر۔ غدا القاری صفر ۵  
 حاشیہ۔ ترجمہ علامت چہارم کی حیثہ الحیوان میں لکھا ہے کہ غراب البقع غریب ہے اور  
 وہیں غریب البین ہے۔ اور ہر ایک کوڑے کو غراب البین کہتے ہیں جب اس سے غالی  
 اور بد شکوئی کا ارادہ کریں مگر اصل غراب البین (غراب البقع) ایک چوٹا اور صغیر الجسم



[illegible]



جس انسان پر داء من الزمان من یاتی بالقنطاریس فیخرج من البقا - عجائب المحفوظات بہا مشتمل ہے۔  
۲۳ ص ۲۳۰ اور مجمع البحرین لکھا ہے - الا بقی ما خلا من یاتون آخر من الزراب الالبق - انتهى - اور نہایت  
الجزی میں مرقوم ہے - ما خلا من یاتون آخر من البقا ان امر یقتل جس من الدواب وغیرہا البقا  
الالبق - انتهى - اور شیخ الاسلام شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں - در سلم آدمہ الالبق بمعنی آکندہ و شیت لکم  
او سفیدی یا شہ یا غلط بود صحیحی او بسفیدی بحسب اختلاف فقہاء کہند کہ مایوس است بولے تراغ سیاہ  
کہ آن را غلاف گویند بحسب مشارکت او در اندازہ و افساد و عدم انتفاع و تحقق اند علماء و سبب است غراب غرت  
کہ داند میخورد نہ مردار و فتویٰ داده اند بخوار اکل آن کہ انتہای العسقلانی - انتهى - اور احسن المسائل شرح  
کفر الدقائق ص ۳۶ پر مرقوم ہے - اور مراد ابلق سے یہی دلیلی کو آپسے جس کی گردن کے بال بہ نسبت  
سبز و سفید ہوتے ہیں لکھا کہ اکل حرام ہے - (۵) علامت یا پچھلی - غراب البق فاسق نسبت  
اور کتوں کے انسان کے قرب و جوار میں بکثرت وجود رہتا ہے لہذا ایرانی میں اگر کچھ اور پورامو  
ملیاتی ہے اور اکثر اوقات اس سے انسان کو ضرر و نقصان پہنچتا ہے - جیسے البقا و الحاشیہ ہدیہ - ترجمہ بینکس (عز  
فائدہ و انجمن علی اللہ یاد دہی است بحسب روایات بالذی لایزال تحت لظائف - حاشیہ ہدیہ - ترجمہ بینکس (عز  
ما کول البق سباع البعایم و سباع الطیور جو مذکور فی الحدیث نہیں) اگرچہ ایرانی و افغان پر سیاہی کے رنگ سے لیکن  
وہ مبتدئی بالذی نہیں اس لئے کہ وہ نگوں میں مل جکتے نہیں رہتے - پس اس کلام سے بطریق مفہوم فی الف  
محلیم ہوا کہ وہ یا بچ فاسق جو مذکور فی الحدیث ہیں اکثر نگوں میں مل جکتے ہیں و جنہم غراب البق  
خو البقا ہمیشہ و کما لک بالاس - اور سید جلال الدین الکولانی مؤلف فی شرح ہدیہ میں لکھتے ہیں - قد و القیاس  
علی القواسم محتسب لای من البقا للورد - فان قیل انکم الحق بالحقس غیر البقا قلنا الحقس ہما مایونی معانا من کل وجہ  
الطریق للدلائل و اما القیاس علی الحقس القواسم بولہ الا بداع متخذ لان اذی الحقس القواسم متخذ البقا لایزال  
تفتیش من نظر فالغائب یقریب من مواثینا و المداہیم یجیش بالاختلاف و الفارۃ عیشنا من طعام الجوار  
و کذا الغراب جو اقرب یلدع من تحتہ ولیا و نیتا و البق بالبعد متا فلم یکن اذا متقدما البقا غائبا  
فلم یکن نظر الحقس القواسم فالماصل ان الشافعی روج و اعتبر الحقس بالذی و نحن اعتبرناہ بصفتہ التدری البقا  
کا اعتبر الحقس الکفر فی اباحتہ القتل و نحن اعتبرنا الکفر بالمقتضی الی الحرب - کفایہ شرح البقا ۱۹ ص  
اور علامہ عینی شریعہ پر کتب تحریر فرماتے ہیں - اما الحاق السباع المفترۃ بقلۃ الایذاء غیر مستقیم لان ایذاء  
السباع یتدری البقا لایزال لکن یؤثر اما البدع فایذاء نہا لایتحد فی البقا لایزال لکن فی ہوتنا و لای فی قرب ہوتا فلم یکن  
فی حقہ المنصوص فلا یلحق بہا عینی شرح ہدیہ ۱۵۴ ص ۱۵۴ ترجمہ لیکن لاحق کرنا سباع مفترۃ کا یا بچ فاسق  
کے ساتھ ایک قتل میں) باوجودیکہ انہیں ایذا کم ہے دست نہیں اس لئے کہ جس فاسق کا بخاری میں مذکور  
مذکور ہمارے کہوں (اور کانہیں) قرار دیکھتے ہیں لیکن درندوں کا ایذا ہمارے طرف متقدی نہیں  
اس لئے کہ وہ نہ ہمارے گردوں میں ٹہرتے ہیں اور نہ ہمارے قرب و جوار میں - پس یہ حقس فاسق کے  
حقس میں نہیں - اس لئے وہ ان سے تحقق نہیں ہونگے - اور صاحب کفایہ نے بدین معنی لکھا ہے  
قولہ و الفارۃ عیشنا من طعام الجوار و کذا الغراب - ترجمہ جو یہ کی گندہ بدین کے طعام ہے اور بطریق کوئے کی گندہ  
نہ ہوتا نہ طعام ہے - اور تبیان میں غراب البق کے بارے میں لکھا ہے - الغراب البق فاسق فی الف



[illegible]



کر اڑ جاتا ہے اور اونٹ کی پیٹ پر چڑھ کر چلتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو کھولتا ہے اور غما  
 کی حدیث میں لفظ البقع آیا ہے۔ اور یہ وہ ہے جس کی پیٹ اور پیٹ پر سفیدی ہو۔  
 نیز علامہ زرقانی ابن العربی سے نقل کرتے ہیں۔ ویرید الغراب کحل سفرة السافر و نقب حبل  
 زرقانی۔ مگر ترجمہ اور کما مسافرے دسترخوان پر اتر کر نوشہ دان میں سوماخ کرنا  
 اور کھانا نہ چاہتا ہے۔ اور علامہ ابی الطیب الفتوحی شرح بخاری میں کہتے ہیں۔ (الغراب)  
 وہو یقرظہ البعیر و یشرب عینہ و یختلس الطعنة الناس و فی روایت البقع و ہوالذی فی ظہر  
 و یطعن بیاض و قیل سی غراب لاندانی و اغترب لہ النقرة نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان  
 عن الباری یہاں مشہد نیل الاوطار۔ مگر علامہ احمد بن محمد بن النطیب الفسطاطی  
 شرح بخاری میں کہتے ہیں۔ الغراب وہو یقرظہ البعیر و یشرب عینہ و یختلس الطعنة الناس  
 و زاد فی۔ ہا یہ سید المستبیب عن عایشہ البقع و ہوالذی فی ظہر و یطعن بیاض و قیل سی  
 غراب لاندانی و اغترب لہ النقرة نوح علیہ السلام لیستخبر امر الطوفان اور شاہ السامی جہ  
 ۱۵۷۱ اور علامہ بدرالدین العینی حنفی شرح بخاری میں غراب البقع سوزی کی ایذا رسائی  
 اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ فالغراب یقرظہ البعیر و یشرب عینہ اذا کان حسیراً و یختلس  
 الطعنة الناس و الحداۃ کذا لک تختلس اللحم۔ عمدۃ القادی ج ۳ س ۳۰ مگر ترجمہ کما اونٹ  
 کی پیٹ پر چڑھ کر چلتا ہے۔ اور اس کی آنکھ کو چھینچ سے کھولتا ہے۔ جبکہ وہ درویش  
 بہادر لوگوں سے طعام چھین کر اڑ جاتا ہے۔ اور چیل بھی اسی طرح گوشت کو چھین کر  
 اڑ جاتی ہے۔ اور نیز شرح بخاری میں مرقوم ہے۔ فاستل بودن غراب از آن است کہ  
 کاوش میکند۔ پشت بچرخ و قاب راوشم شتر را میکند و می ربایدہ المہر از دست مرد  
 و غلیو از نیز می ربایدہ اطعمہ از دست مردم۔ تبسیر القادی ج ۱ ص ۱۵۔ علامہ سائیں  
 غراب البقع جس کا دوسرا نام غراب البین بھی ہے۔ نہایت درجہ کا قبیح شکل اور شیعہ الشکر  
 ہے۔ چنانچہ گلستان سعدی میں ہے۔ مثل طوطی را بازخو و نفس کردند۔ از قبیح مشاہد  
 اعدا بجا بدت می بود۔ و میگفت این چه خلقت کردہ است و بیست نہت و منظر دشت  
 و شام۔ موزون یا غراب البین بہت بونی و بینک لبید المشرقیین۔ قطعہ علی الصباح بر  
 تو بہر کہ بر نیز توہ صباح روز سلامت برد مسابا شد۔ بدختر سے جو توہ زحمتی تو یا استے  
 و نہ چنانکہ توئی در چہاں کجا باشد۔ اور جاحظ نے کہا الغراب من لایام الطیور و شہاد



اکل البیض والحمائل - اور عجائب المخلوقات میں ہے۔ قال خلق الله السموات فی سبعمائة  
 سنة وصورها فی سبعمائة سنة ولا اثنی وربع طین من الخشب والخراب او امرش یا علی یخرج الی  
 یسارکم امر - خلافت است آشکویں۔ غراب البقع بغایت درجہ کا کریمہ الصوت ہے کہ بہت  
 اہمیت میں کہے کی آواز سے مشابہ ہے۔ کیوں نہ ہو تغیر حینی میں زیرایت قال  
 یا ایہا الذین آمنوا علیکم من الطیور کے لکھا ہے۔ وغراب لغزین یکسب عشار  
 لغز تغیر کر کے غلظ میں لکھا ہے۔ ملائک سے نقل کر کے۔ کو اہنت اور بد دعا گھر والوں  
 کو کہتے۔ اکسیر الغلظ حلیہ الامم اسطوط۔ پس یہ کو اہیاں بیٹھتا ہے۔ اہنت ہی اہنت  
 کو کہتا ہے۔ بچہ کیوں اس کی آواز کو لوگ بڑا اور بکرہ نہ جانے میں متعجب ہوں کہ کھائے  
 والوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ اور مثال میں بھی یہ وہ کلام کو کاتوں کاتوں بولتے ہیں۔  
 علما صحت ما لویں۔ یہ کہ غراب البقع ذی عقل شیخ ہشتم اور ناقریان بخیر ہے اس وجہ  
 سے خالق تعالیٰ کے حکم سے بھی منکر ہے۔ گنا قال الملوک فی الملوک فی بیت زانغ کو  
 حکم خداوند منکر است کہ اگر نہ لویں عقل دارد کا فرست کہ اس کی پھرتی و چالائی بھی اسکے عقیل  
 ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ خلافت است و سویں۔ غراب البقع اور غداث غافلین الحب  
 والبیض میں۔ امیرہ دونوں عن الخفیہ مباح الفضل اور تحریر الماکل میں۔ مکیہ علامہ عینی  
 نے قال صاحب المراء بالخراب فی الحدیث الغداث والبقع لا یأکلان البیض وال  
 غراب الزرع فلا یقلیہ یکل ما جاء فی حدیث ابی سعید الذہلی رواہ ابو داود ووقد ذکرنا  
 فیہ ویرمی الخراب ولا یقتله عدو الخاری صغیرہ تر جمہ کہ بیمار سے اسی بختیہ  
 لغز لو کہے سے حدیث خمس فواسق میں غداث اور البقع ہے۔ اس لئے کہ یہ دونوں  
 بد مذہب ہیں۔ لیکن غراب الزرع حدیث میں مروی نہیں۔ اور اسی پر محمول ہے۔ یہ  
 جو ابی سعید کی حدیث میں آیا ہے۔ جس کو ابو داود نے روایت کیا۔ اور یم یملے  
 بھی لکھا ہے۔ (کہ غراب الزرع یہاں مراد نہیں) اور ابو داود وکویں ہے۔ و  
 یہ کہ غراب ولا یقتله اور بیمار سے بد مذہبی شریح بخاری میں لکھتے ہیں۔ الوجہ الثانی  
 فی کہ غراب اقل صاحب البدین امراء بالخراب اکل الخبیثہ وہو البقع رومی کہ  
 من لی یسئلہ وحق فی ذلک بیمار رواہ مسلم من حدیث سعید بن انس سب عن علی  
 من ابی سلمہ علیہ السلام نہ قال خمس فواسق یقتلن فی العل واکرم والخراب البقع



وقد مر من قريب تفسير الباقع عمدة القاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۷ ترجمہ وجہ ثانی کوئے کے حکم میں  
 قتل اور اکل میں ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا مراد اس سے مراد غراب ہے۔ اور الباقع  
 ہے۔ روایت کیا اس کو ابی یوسف سے اور حجت پکڑی ساتھ اس حدیث کے جس  
 کو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا۔ کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کہ فرمایا آپ نے پانچ جانور قتل کئے جائیں۔ حل اور حرم میں اور ان میں سے ایک  
 غراب الباقع ہے جس کی تفسیر عنقریب گذر چکی ہے۔ نیز حافظ ابن جریر شافعی لکھتے ہیں  
 وقال صاحب الہدایہ المراد بالغراب فی الحدیث الضافر والالباقع لانہما یاکلان الجیف  
 والمراد بالزروع فلا یشک فیہ ابن قدامتہ فتح الباری مطبوعہ دہلی ج ۲ ص ۲۷  
 ترجمہ صاحب ہدایہ نے کہا۔ مراد کوئے سے حدیث میں غداوت اور الباقع ہے۔ کیونکہ  
 یہ دونوں مردار کھاتے ہیں اور غراب الزروع مردار نہیں۔ اسی سبب سے لکھا اسکو ابن قدامتہ  
 اب صاحب ہدایہ کی عبارت بعد یعنی نقل کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ حقیقت اس امر کی کھل جائے  
 اور وہ یہ ہے۔ المراد بالغراب شش اسمی المذکور فی الحدیث ام الذمی یا کل الجیف  
 شش جمع حیثہم یخلف شش ای یخلف الحب بالغبس یعنی یا کل الحب تارۃ والحیث اخری و  
 قد ذکرہ المصنف فی اول باب الفصل والمراد بالغراب الذمی یا کل الجیف ہذا المذوی من ایہوش  
 واعاد ہذا ذکرہ لافضل یخلف وتولم تانیہ فی بالذمی شش دیر وعلیہ ما قال الاکمل بانہ قد وقع  
 تکرار لیکان یذامہ قتی عن ذکرہ والمذوی فی شش بناب للام العینی جلد ۱۵ صفحہ ۱۸۷  
 مراد اس غراب سے وہ کوئے ہے۔ جو کبھی کھانا کھاتا ہے اور کبھی دانے مار دیتی ہوئی ہے۔ اور  
 مصنف نے ابتداً افضل میں کہا کہ مراد یہاں وہ کوئے ہے۔ جو مردار کھاتا ہے۔ اور اس  
 جگہ اسی لفظ کو بارگاہی لاکر لفظ و یخلف بھی پڑھا دیا اور اکل الدین بامرتی نے کہا کہ صاحب  
 ہدایہ سے یہ تکرار واقع ہوا ہے جس کی کچھ حاجت نہ تھی۔ یعنی صاحب ہدایہ نے جس  
 غراب کی نسبت پہلے کہا المراد بالغراب الذمی یا کل الجیف اسی غراب کی نسبت یہاں لفظ  
 یخلف بھی پڑھا دیا۔ لہذا صاحب غدا نے کہا کہ یہ تکرار ہے۔ جو صاحب ہدایہ جیسے  
 الایض مصنف کی کلام میں نہ ہونا چاہئے تھا۔ اب ناظرین پر مخفی نہ رہا ہو گا۔ کہ ہدایہ کی عبارت  
 المراد بالغراب الذمی یا کل الجیف یا جو اس کے کہ لفظ حیثہم پڑی یہاں لکھا گیا کہ یہ  
 صاحب غدا نے مذہبی غراب فالظ الحب والحیث سمجھا جس کو صاحب ہدایہ نے بار بار



ذکر کیا اور اس کلام سے بعضی اعداد جیف کے اسی الذی لایاکل الا الجیف سے تشریح منکی۔  
 بلکہ مقصود اور مستند دونوں محل کے جملوں کا ایک ہی سمجھ کر اعتراض کیا کریاں؟ مصنف  
 محکمہ واقع ہوا پس وہ جو صاحب عنایہ ہاکیفہ یا حج میں الا لایقع الذی یا کل الجیف  
 کی تفسیر اس طرح فرمائی ہے۔ و فوج لایاکل الا الجیف وہ الذی سماہ المصنف بالبقع  
 الذی یا کل الجیف و انہ مکروہ بعد جہ مخالفت اس مضمون کے ساقط عن الاعتبار ہے۔  
 کیونکہ صاحب ہدایہ کی مشابہ کے بالکل مخالف ہے۔ چونکہ صاحب ہدایہ کے نزدیک کوڑے  
 چار قسم پر مینا۔ (۱) عذاب الزرع (۲) عذاب البقع (۳) عذاب اللحم (۴) عقیق۔ جیسا وہ بالحق میں  
 مصنف کے خود تفسیر فرمائی۔ پھر عذاب الزرع کوڑے مراد کھانے کے اس تفسیر سے خارج  
 ہو گیا اور عقیق کو بھی مصنف کے بقول (۱) و اما العقیق فیه مستثنی لانه لایسعی عذاباً  
 و لایبتدی بالذی (۲) خارج کر دیا۔ پس تفسیر (۳) و المراد بالبقع الذی یا کل الجیف  
 و یحفظ میں باقی صحت البقع اور عذاب ہی داخل ہے اسی لئے ہمارے ہذا در ابن  
 حجر نے صاحب کے قول مذکور سے مباح القتل کوڑے کے البقع اور عذاب ہونے  
 پھر نفس فرمائی۔ اب ان کا خالص الطہین الحب و الجیف ہونا بھی صاحب ہدایہ کے قول  
 سے باہر ثابت ثابت کیا گیا ہے۔ امید کہ اہل علم اس بات کی قدر فرما دیں گے۔ الحمد  
 للہ الذی ہدانا لهذا و ما کن لنتبدی لولا ان ہدانا اللہ۔ اور علامہ ذیل علی سے بھی شرح  
 میر تفسیر فرمائی۔ و المراد بالبقع الذی یا کل الجیف او یحفظ و اما العقیق فلا یکل  
 قتلہ و ان تکتلہ فعلیہ الجزاء لانه لایسعی عذاباً و لایبتدی بالذی یشیع الحقاق محرم  
 اور مراد کوڑے مباح القتل سے البقع ہے۔ جو مراد بھی کھاتا ہے اور دلنے بھی محرم  
 کا قتل کرنا جائز نہیں اس کے قتل سے محرم پر جزا لازم ہے۔ کیونکہ اہل عرب عرفاً اسکو  
 عذاب نہیں کہتے اور نہ وہ منوی بالطبع ہے۔ اور شرح الیاس میں لکھا ہے۔ و عذاب  
 شی بقتل عذاب المراد بالبقع الذی یا کل الجیف بالظلمة العجس بالظلمة فی التناول و اما المستثنی  
 فیجب الجزاء علی المحرم القتل۔ ترجمہ اور عذاب کے مار ڈالنے پر جزا لازم نہیں آتی۔ مراد  
 اس سے عذاب البقع ہے۔ جو مراد لکھا ہے۔ اور پییدہ محمدیہ کہ کوڑے کے قتل سے  
 محرم کے قتل کرنے سے محرم پر جزا لازم آئیگی۔ اور شرح در المنہ میں لکھا ہے۔  
 نہ انفاق نے کہا بدائع میں ابو یوسف سے صحیح روایت ہے۔ کہ حدیث میں مذکور











دوم آن در آنرا متصل نیز گویند و در اصطلاحان علامه هارون و پنداری او که نامند و آن از طبع  
 معروضه و از طبع اهل کجاست که چنانچه در نظر تر محیط اعظم جلد در حد است - او انیس الابطار و اصطلاحات  
 عقیق - حکم بقدر سی علامه پنداری او گویند - عقیق فاسی قانچہ پنداری او کہ اصطلاح او و سی  
 همانجا عقیق که عوام شیعہ از آنجا گویند و بعضی فاختہ را گویند - اصل اس است شمس اللغات جلد اول  
 لا انجی عظم عقیق است محیط اعظم جلد در حد قانچہ اسم ترکی طائر است - حروف بجا و اجری عقیق -  
 و حاصل نیز نامند - و گویند کہ اسم فاختہ است - محیط اعظم جلد در حد است و حاصل فاختہ گویند  
 پس کمانی الصلح <sup>عقب</sup> حری حری عقیق حری یا عقیق عقیق پنداری او و قدوری قلمی - اورا نوع  
 بارک الله کے حاشیہ پر ہے - در روایت او نوشته کہ مستحب نیست - خوردن مولا سید حاصل عقیق  
 حکم بیکر گویند - اور نباتات الاغریب - بزرگ نام طائر است - از زبان علامہ پنداری او است کہ پنداری او  
 شکاف گویند - حق یہ ہے کہ عقیق فاختہ ہے - نہ نیکو - بلکہ اور قسم کا پند ہے - اگر انہیں چاہیں  
 سے معلوم ہوا کہ عقیق فاسی نامی بابت میں افعال مختلف بیان کے ہیں - لیکن کسی نے یہ نہیں  
 کہ عقیق یکو اسم تیرا <sup>عقب</sup> عقیق کو حری فاسی سے ہم نہیں کرتے - علامہ فاختہ و دوسری  
 اسکے اور عقیق ہر دو اور جغرافیہ فاختہ ہے - اور اسکی وجہ سے وہ عقیق سے نام نہ ہوا -  
 کمال الدین ویری نے <sup>عقب</sup> میں مذکور ایشیاء فی ارتقاء فی سبب حقیقت افعال الہیہ علامہ عقیق  
 نیز کہ باطن و علامہ بنظر از من از لغویان لان عیال الفحل فاک و قیل عقیق لہ بالاسم من سحر -  
 حیات النور جلد ۱۲ <sup>عقب</sup> شرح لغات فاسی پر قوم ہے عقیق مرغیت سیاہ و سفید گردان  
 بلطاف عقیق می نماید و آنرا عقیق و مرغیت فاسی نیز گویند - کذا فی المذهب - اور مذهب میں ہے جس میں مرغیت  
 سیاہ و سفید گردان و بلطاف عقیق سے ماند - و از آن حکم و مرغیت فاسی گویند - اور حیات النور ان میں کیا  
 ہے و صورتہ اصغر اور صریح میں ہے عقیق کا عقیقہ یا نیکو سے اور علامہ الکام میں کہ نام ہے  
 و خردن مرغ سیاہ و سفید گردان عقیق مرغ است و نام او درازے باشد - و او انہیں بلطاف عقیق سے بود -  
 و اجری آنرا عقیق و بقدر سی حکم و پنداری او کہ گویند و نام الہیہ فاختہ فاختہ و دوسری عقیق  
 علامہ تفسیر عقیق کے عقیق کے نیکو فاختہ میں کسی سے اس کو باطل سیاہ کہا - کسی نے ابقا  
 کسی نے مطلق سیاہ - حیات النور میں صریح - پر قوم ہے عقیق فاسی پر و عین طائر است سیاہ و دوسر  
 پر ماند - اور حری الفحریات <sup>عقب</sup> میں پر قوم ہے - کہ کہ کذا سی قانچہ عقیق یا نیکو یا ہیئت ایک  
 پر ماند سیاہ رنگ پر بار و دشا ایک سے کہ پند اور بعضے چنگی کو اسٹک میں پر کہ ہمار حکم











غراب الزرع بالغ کہتے ہیں۔ مگر مطلق غراب ہی کو البقع مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی کوثر شہر نہیں اور نہ  
 میں ملاحظہ ہوتا ہے۔ ماسی کے محدثین نے روایا مطلقہ کو روایت متقیہ بالبقع پر محمول نہیں کیا ہے  
 کیا اب کوئی دلیل عقل و حواس کو سکنا ہی کہ یہ منسلک فیہ کو کہو نہ کہ قد پر ایک پرندہ کو کیا منسلک اور شا  
 ہے یا باقی علامات تحقق کی انہیں پالی جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اب مکتبہ کرام الرحمن نے بعد علم کو عقل  
 و انصاف سے عقلی اور مزین ذکر کیا غراب البقع اور تحقق کو علی السبیل الترتیبیہ المتقابل نظر غراب و غراب  
 ملاحظہ فرماوین انہما رہا ہوا حق طائر ق ماسی علیہ عقل و حیرہ تم و اکمل معلوم اور ظاہر سوچا جائیگا۔ البقع  
 اور تحقق میں بات دن زمین اور سماں کا شرق معلوم ہوجاے گا پھر آپ کی ہی زبان سے کلام  
 احسن اور جلد تک شوق کاملہ عرض لفظ و بیان میں جلوہ گر ہوگا۔

## علامات غراب البقع بعد السحاب علامات تحقق

(۱) تحقق کو عقل میں تحقق کاشک کہ نہ شاعند لغو  
 مسلسل فارسی میں ہو کہ کالجہ و عوام الناس شہر و قبا  
 غلابا بعد عند البعض میرک اور تم کہتے صفوان  
 کا پتہ اور سلیانی میں کاشک اور سندس میں ہو کہ ہو کہ  
 جوی متحول کہتے ہیں۔

(۲) تحقق کی آواز کو تحقق پر وزن بعض واقعہ ہے  
 سے تعبیر کرتے ہیں۔ احساس آواز کو تقریباً درجہ  
 زیادہ سزا تر کہتا ہے۔

(۳) ایضاً تحقق ایک پرندہ سیاہ رنگ کے تحقق کو کہتے  
 رنگ کاشک سفی مثل ہو ہے اور پاؤں بھی اسکے سرخ  
 ہیں۔ اور چہرہ اس کی گویا ہوئی اور چوٹی اس کی ہے  
 اور بعض کے نزدیک قمری کی بات تانیق ہوتا ہے اور عند  
 سفید مطلق معلوم ہو کہ ہے۔ مگر یہ امتداد بر حوالہ  
 افراد کہتے ہیں۔ ایضاً تحقق یا علی السبیل  
 اس شہر کی کہتی تانیق فیہ پتہ ہوتا ہے۔

(۴) نام کی جہت کے غراب کو کہتے ہیں کہ البقع غراب البقع  
 غراب البقع۔ یہاں وہ بالادہ میں نال شکار و کافہ بیدا و کیک  
 میں قمر حیران۔ اور سالی میں جو پانا اور سلیانی میں  
 لارہ اور بندی میں کہتے ہیں۔

(۵) آواز کی جہت کے غراب البقع کی آواز کو کہتے ہیں غلابا  
 فامی میں غلابا اور بندی میں کاشک کاشک کہتے ہیں  
 کہتے ہیں۔ اور رنگ کی جہت کے غراب البقع حاکم کہتے  
 اور رنگ کی جہت کے غراب البقع حاکم کہتے ہیں  
 اور باقی بالحق سیاہ ہو کہتے ہیں کہ اس کا شبہ ہو چوہا اور کالہ  
 جی سیاہ مطلق ہوتا ہے۔

(۶) مقدار جسم کی جہت کے غراب البقع باقتدار کہتے ہیں  
 ایضاً غراب اس کو کہتے ہیں (دروہ و سیاہ) سے چوہا ہوتا ہے  
 لکھ سکوت شہر الشہر کہتے ہیں کہ غراب البقع انسان کہتے ہیں  
 جو اس شہر میں رہتا ہے کہتے ہیں کہ غراب البقع انسان کہتے ہیں  
 جہلی معلوم کثرت و نجوم۔ ہوتا ہے۔



(۶) ابتدا کی جہت غراب البقع اس کے حق میں ہندی  
 الطبع اور جمہول علی الاطلاق ہے۔ مابین ہم کو دشمنوں اور  
 گدہوں کی فتنہ انگیزی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اعلان کے بعد  
 چرخ سے کوہ دستار گوئی سے عالم و غیرہ تعین کر  
 رہا ہے۔ بعد اس کے اقل ترغیبیں بکریاں ہیں۔  
 لے حسن و قبح فی شکل کی جہت سے غراب البقع نہایت  
 قبیح شکل شنیع المنظرہ مقوت البیت پر صورت  
 (۷) حسن و قبح اذان کی جہت سے غراب البقع بجاہت درجہ  
 کرید بصورت اور برسی اور اولاد ہے۔ ملاحظہ فرمائی اور  
 بھی اس کے کوہ جلال و شہرت سے لوگوں پر تعجب کرتا ہے۔  
 (۸) شکل و بیضی کی جہت سے غراب البقع براشور چشم  
 اور صاحب عقل اشور ہوتا ہے۔  
 (۹) اذان کی جہت سے غراب البقع عین کمال اور  
 کمالیات اور خداوندی ہی طرح و انداز اور درجہ و درجوں  
 کمالیات سے اس صفت میں البقع اور غلات دونوں  
 کے مشابہ ہیں۔ بلکہ سری و شام سے نقص سے بچا اور  
 متعین ہوا ہے۔

اور ان صفات قطع علم و جہل اور ویرانوں میں رہتا  
 شہر دل اور دماغ و یونہی نہیں رہتا۔  
 (۱۰) ایضاً عین حق انسان کے حق میں ہندی نہیں۔  
 ابتدا اس کے قتل کرنا اور صحت کو کم کرنا  
 (۱۱) ایضاً عین حق نہایت درجہ کا بصورت و خوش نظر  
 ہوتا ہے۔  
 (۱۲) ایضاً عین حق کی آواز میں ایک دم کا سرور کے  
 سماع سے انسان کے روح و جان میں ایک طرح کی خوشی اور  
 لذت پیدا ہوتی ہے۔  
 (۱۳) ایضاً عین حق ایک نہ کم شعور اور حس انسان ہوتا ہے  
 (۱۴) ایضاً عین حق ایک پرندہ ہے۔ جو بعض اوقات  
 اور افعال میں اس طرحی گوئی کا شکیں ہے۔ ملاحظہ  
 کی طرح دانتے اور دراصلی دونوں کھانا ہے۔ نیز کہ  
 وہ خود غراب ہے۔

## باب دوسرے غرابوں کی تقایم مختلفہ اور ان حکم کے بیان میں اور اس میں فصل میں

فصل اول در فتح ہو کہ کوئل کی تقسیم قہار نے دو طرح پر کیا ہے۔ اول در باغی و دوسرے شکاری لہذا  
 اس میں دو جمعیں ہیں۔ جماعت اول قہار ال شون اور شہر و غیرہ کے تو امام ابو حنیفہ اور امام  
 ابو یوسف کی طرح کوئل کو اس طرح و طریق پر تقسیم فرمایا جس سے حل و حرمت ان کے قتل  
 و اکل و دنوں کی پوری پوری معلوم ہو جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائی تقسیم پر سبیل شریعت و مشاہدہ کے  
 پر شکار ہے۔ جبکہ وہ شکار کے اواز کے جدا جدا اذانوں ناموں و رنگوں صورتوں و غیرہ اوصاف  
 پر شکار ہے۔ جبکہ وہ شکار کے اواز کے جدا جدا اذانوں ناموں و رنگوں صورتوں و غیرہ اوصاف



اور شرع کے احکام مابعد حل حرمت کے تھے معین کے میں ثبات پر دائر ہوتے ہیں چنانچہ پہلا  
 الشرائع اجماعیہ میں ہے وہو منہی علی ان الاحکام تدور علی السامی او الذوات اور کوئی  
 تھے البتہ نام اور رنگ و صورت وغیرہ تواریف کے معلوم اور معین نہیں ہو سکتی ماحذیب تک تھے  
 معین اور معلوم نہ ہو جس پر حکم شرعی نہیں لگ سکتا کیونکہ تفسیر علم کسی شئی کے اسکا حکم شرعی معلوم  
 کر لینا ایک امر محال جسلمذا بحث اول میں کووں کی تقسیم رباعی کا بیان ہوگا جس کے ہر ایک شرع  
 یا تصدیق ہو سکے مابعد مفید نام و اور بحث ثانی میں کووں کی تقسیم ثلاثی کا بیان ہوگا بعض  
 فقہائے فاضل طوری طرح بھی لکھا ہے ماحذیب ایسی تقسیم جو جس سے کووں کی کسی نوع کی تعیین  
 ہیجان نہیں ہو سکتی ماس لئے اس پر حکم شرعی کا لگانا ایک امر محال ہو بحث اول کووں  
 کی تقسیم رباعی میں اور وہ یہ تھلا غراب النزع (۱۳) غراب البقع (۱۴) غراب الی عتق (۱۵) چنانچہ  
 مختصر اللغز فی الفقہ دہلی میں موجود ہے ورو ہی بشر بن الولید عن ابی یوسف قال سئل بالاختیار  
 عن اکل الخوب فخص فی غراب الزرع وکرا الغداف وسالت عن البقع فکریه ذالک لانه یاکل البز  
 اور سی کتاب میں قال ابویوسف سالت اباحفیض عن العتق فقال لا یمنع فقلت انه  
 یاکل البز فقال لا یمنع لیشی آخر فیصل فی قول ابی حنیفۃ ان ما یخلط لا یکرہ اکلہ یہاں امام ابو  
 یوسف اور امام ابو حنیفہ کے سوال و جواب سے جیسا کہ غرابوں کا حکم شرعی ثابت ہوتا ہے۔  
 چنانچہ امام ابو حنیفہ نے غراب النزع کو محال اور البقع و غداف کو حرام اور عتق کو مباح قرار دیا ہے  
 ویسا ہی ان کی تقسیم رباعی اور تینکے ناموں سے کووں کے ہر ایک نوع کی تعیین بھی ثابت ہوتی  
 ہے مابعد تمام معتبر کتب فقہ و حدیث میں غراب کے ہر نوع کی تعیین باسمہ الخاص موجود ہے  
 اب عوار کے ہر ایک نوع کا حکم شرعی حل حرمت قتل اور اکل کا معین تعیین اور نام اس نزع کے  
 لکھا جاتا ہے واضح ہے کہ غراب البقع اور عتق کی تعریف اور تفسیر محدثوں کے حکم کے پہلے باب میں  
 گذر چکی ہے نیز غراب البقع کا حکم میں جسے باب کے متصل ثانی میں متقل طور پر بالتفصیل اور بامثال  
 و تیسکا مگر یہاں بھی کسی قدر بیان ہوتا جارہا جاتا ہے غراب النزع اور غداف ان کا حکم ہے  
 ان غراب الزرع یا زرع یہ ایک جھوٹا سیاہ کوا ہے مابعد بھی اسکی چوٹی اور پاؤں چمڑے کی  
 مانند ہوتی ہے جیسا کہ ہستاقی اور شامی نے لکھا ہے۔ محل غراب الزرع وہو غراب اسو  
 و غیرہ حال ان الزرع و غیرہ کیونکہ بحر المتعار و الخلیج کنذ فی الشرح الیاس و غیرہ فساد ہی میں کو  
 ان کے استہدای میں کھیتی لاکر کھتے ہیں۔ یہ اکثر سرسبز ملکوں میں رہتا ہے مگر جالے کے بعض



دلوں میں کابل کی طرف سے جماعت کثیر اور غیر جماعت کثیر پنا اور ہندوستان میں آتے ہیں۔ جنگوں ہمارے  
 لوگ کئی کئی گنے کہتے ہیں۔ غراب الزرع نصف سیوہ دانہ پاک چہرین کھاتا ہے۔ مردار و نجاست  
 نہیں کھاتا اور انسان کو بھی نہیں سستا تاہم کچھ غراب الزرع چاروں مذہب میں حلال ہے  
 اور اسکا قتل کرنا ناجائز ہے۔ ائمہ مذاہب اربعہ اس کے قاتل پر جزا لاعظم فرماتے ہیں۔ کتب فقہ و شریعہ  
 احادیث میں حلال غراب الزرع یا لابس غراب الزرع یا و یقال لہ الزرع و اقلو یجوز اکلہ یعنی  
 یا بے قصور نہ موجود ہے۔ نیل اللہ و امارہ فتح الیاری میں ہے کہ علمائے اربعہ اہل اتفاق کیلئے یہ کہ  
 کہ غراب الزرع حکم حل سے خارج ہے۔ نیز حدیث ابی داؤد کی ویرجی الغراب ولا یقتلہ اسی غراب الزرع  
 پر مشمول ہے۔ دوسرے مذاہب میں غراب القیظ اور غراب اسود کیسے بھی کہتے ہیں  
 جس کی میں فرقوں، فارسی میں زرنج گریا یا زرنج و کلاغ سیاہ یا زرنج اسود میں سیاہ و کلاغ سیاہ  
 کھانچا جاتی ہیں۔ یہ کوا یا کلاغ سیاہ کہتے ہیں۔ یہ کوا یا کلاغ سیاہ ہوتا ہے۔ اور بیٹوں میں کم آتے  
 اور سب سے کم کتوں سے بڑا ہوتا ہے۔ اکثر غذا اسکی مردار و نجاست ہے۔ گردانے اور وہلی  
 کے ٹکڑے بھی اگر مل جائیں تو کھا لیتا ہے۔ کسانوں کے دسترخوانوں سے طعام کی کچھ خیرے بھی  
 چھپایاں، باجیرے کے سٹے توڑ کر لے جاتا ہے۔ ان باتوں کا بار بار مشاہدہ ہوا ہے۔ جسکو انکار  
 و تکبر اطمینان کر لے۔ (حکم) یہ کوا بھی حرم اکل اور حرام قتل میں البقیہ کی مانند ہے۔ کما فر  
 من المعنی والفتح و سیاہی و نشاء اللہ تعالیٰ مگر جس علمائے چنانچہ ملا مسکین یا حدیثاً و فقہاً  
 بدیں وجہ کہ یہ کوا دانے اور مردار و دلوں کھا لیتا ہے۔ اسکو عقیق سمجھا گیا۔ چنانچہ شامی کی عبارت  
 اول سے مستفاد ہوتا ہے۔ قولہ (قاسوس) نفس عبارتہ الغلات کخرب غراب القیظ والشر  
 الشیر الرش جمیعہ عدنان وقال مسکین انہ العقیق ولما کان الاصح فی العقیق انہ لابس بالکلمہ  
 اقتصر الشیخ علی معنی الشانی فانہم اقم اقتصر الاتحافی علی الاول فقال کذا الغلوت الاولی منہ غراب القیظ  
 الکثیر من الغریبان وانی الجناحین آہ و یقیدان العقیق خیمو کما یعلم مما سذرہ تامل القیظ  
 سبی یہ لاشیر جو کئی زرع الخور یعنی جب مائیں نے غذا کو از قبیل بالابجل من الحیوان بیان  
 کیا۔ اور صاحب قاموس نے غذا کے دو حصے بیان کئے۔ اول غراب القیظ اول نصیر بچہ بچہ  
 کہ غراب القیظ دانے اور مردار و دلوں کھا لیتا ہے۔ ملا مسکین نے اسکو عقیق سمجھا گیا۔ کیونکہ وہ کوا  
 خالطہ ہے۔ اور چونکہ عقیق کے کھانے میں علی الاصح لابس ہے۔ اس لئے صاحب در مختار نے قائل  
 کئے معنی شامی پر ہی اقتصار کیا۔ ہاں اتفاق نے معنی اول پر اتفاق کر کے کہ لابس البقیہ کی طرح



غداً ہی نکلیا جائے اور غراب القیظ ہے۔ جو اور کونوں میں اور تمام شہروں والا ہے اور  
اور اتفاق کی عبارت یہ فائدہ دیتی ہے۔ کہ عقیق غراب القیظ نہیں۔ بلکہ اسکا غیر ہے۔ یہاں  
فاضل شامی نے اتفاق کے قائل کو صحیح قرار دیکر فرمایا کہ عقیق غراب القیظ کا غیر ہے اور غراب القیظ  
کو اگرچہ غلط ہے لیکن صحیح قول اتفاق عند الامام اسکو حرام ہی فرمایا۔ اور اس کے مخالف ہونے کی وجہ سے  
احلال ہے فرمایا اس کے کسی حریت پر نفس وارد ہونے کی ہے۔ یہاں غلط کا قیاسی فائدہ صادق  
نہیں آتا۔ مگر میرزا علی غراب القیظ ہے۔ مراد اہل حق سے بھی نہیں کو آپ جسکی گردن کے بال بٹا  
پر دس کے سچید ہوتے ہیں کھانا اسکا حرام ہے۔ سکائی احسن المسائل جلد ۳۳ سطور ۱۱۱  
بطل باب میں گذر چکی ہے۔ باتفاق المسند بحسب اہل علم کھانا اسکا حرام اور متصل اسکا جائز ہے  
شیخ محمد الکفری نے لکھ دوسری میں القیظ کی حریت پر عند قول الامام وقاعدہ سرقوم میں اہل  
قائل مدینہ علی کما قائل۔ والا اصل فی تحریر غراب القیظ والغراب ماروی میں شام اہل حرۃ  
عن اسیدہ اندلس بن اکل غراب فقال من اكل بعد ما ساء رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقام  
ولان غالب الكفا الجيعة اور حنبل بن حنبل النخعي توفيق انما يشرح مختصر التوقايد في كتاب القبايل  
من تحرير فرائد نہیں۔ وصورة المسئلة لا يخل الا بفتح الذي ياكل الجيعة والقلاد تركية قرون  
لانه من الجبايش ولان عامته ما كولاته جيعة ولا كثر حكم الكل اور مثلاً جرح من مرقوم ہے مار  
راؤ کو سے آوا سیاہ و سفید ہے۔ جو کفر و دار و نجاست کھانا کباب الفاظ ولان غالب الجبا  
الجيعة اور ولان عامته ما كولاته جيعة ولا كثر حكم الكل اور کفر و دار و نجاست کھانا ہے۔  
الفتح اور غداً کما غلط ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔ اور علامہ دیرمی شافعی لکھتے ہیں انکھ  
نہروا کال غراب الفحش والاسود الکبیر و سوا الجبلی فهو حرام الیضا علی الاصح۔ وہ قطع حجامت  
حیاتہ الیوم خلاصہ ۱۲ مگر علامہ دیرمی کا قول۔ وقال ابو حنیفۃ الغریبان کما احلال۔ بہر وجہ  
ان وقت کتاب حنفیہ کے سابقہ من الاعتبار ہے۔ کیونکہ تمام کتب فقہ حنفیہ میں تحریر ہے  
کہ الفیض اور غداً حرام ہیں۔ اور باقی میں مناسب شافعی مالکی و حنبلی بھی غراب القیظ اور غداً  
کی حریت اصل اور صحت نہیں ہے جب حنفی کے ساتھ متفق ہیں۔ تو انکے نزدیک اہل الاکثر  
نہ کھانے اور ان کے عقیق کے علامات باب ال میں بیان ہو چکے ہیں۔ و کما جہت  
کہ نزدیک صحت حریت میں اختلاف نہیں ہے مگر ہم تو اہل بر حلال ہے۔ شیخ محمد الکفری  
ہیں۔ قال ابو یوسف قلت لابی حنیفۃ عن العقیق فقال لا یاس۔ بہ فقلت انما یاکل الجیعة



فقال انه مخلط بشئ آخر - فحصل في قول الشيخ في هذا انما يخلط لا يكره انخل - اور درايہ میں سے قال  
 البیہدۃ انما یاس باطل العققۃ انہ یخلط قاضیہ لاجابۃ وعن ابی یوسف انہ یکرہ لان غالب کلمہ  
 البیہدۃ اسی طرح باقی کتب فقہ میں بھی مرقوم ہے۔ مگر شیخ الاسلام اسپینجاہی نے شرح کافی  
 میں عققۃ بطل البیہدۃ کو مکروہ صحیحہ فرمایا چنانچہ بدلیلین یعنی شرح ہدایہ میں تشریح فرماتے ہیں  
 وقولہ ان البیہدۃ باطل البیہدۃ وان اوضح کر دیا کہ عینی مستلزم عققۃ اگرچہ محال ہے۔ مگر  
 اسکا کھانا ترک کر لی ہے۔ کہ انقلد الشافعی عن غرار الاکھار انما مالک کے نزدیک مکروہ ہے  
 اور شافعی و امام احمد کے نزدیک صحیح حرام ہے۔ چنانچہ علامہ میرزا کیستہ میں (الحکم) کی  
 حلد و جہان احمد ہا بطل کفر اب الزیغ والثانی یجرم وہو الاصح فی المردفۃ تبعاً للبعثی البیہدۃ  
 یہ سئل امام احمد رحمۃ فقال ان لم یاطل البیہدۃ فلا یاس بہ وقال بعض الصحابہ انہ یاطلوا فیکون علی قول  
 محرمات حیوات الخیر ان جماعۃ اور علامہ زلیخ کی تصحیح میں ہوا انما العققۃ فلا یخل قولہ المرحوم وان قتلہ  
 فعلیہ البیہدۃ لا یلیس بخیار عرق ولا یستدعی بالادوی سیمون الحقائق شرح کفرۃ الدقائق البیہدۃ  
 عققۃ کا قتل کرنا جائز نہیں اگرچہ مہلے اسکو قتل کیا۔ اور اس پر جزا لازم ہوگی۔ اس سے کہ  
 وہ قہر میں عرقا غراب سے نامزد ہو گیا ہے۔ اور نہ وہ یا نسلج مہرزی ہے۔ البقیۃ اکثر اماموں  
 کے نزدیک اسکا قتل کرنا جائز نہیں۔ بحث دوم سرحدی کو قتل کی تقسیم ثنائی میں۔ واضح  
 ہو کہ ہمارے بعض محققین نے یا تبیل و مشلول بعض فقہائے سلف کے کوٹوں کے تقسیم  
 کیے ہیں ایسا طریق اختیار کیا جس میں کوٹوں کی اولاد مستحقین کی کسی نوع کو مل و حرمت  
 قتل اور اکل کے ساتھ نہیں اور شخص نہیں کیا بلکہ انکے انواع اور بعد غراب الزیغ و غلات۔  
 البقیہ عققۃ انیس کے ایک نوع کو بلحاظ غلاتین تین انواع پر بطریق فرضی تقسیم کیا۔ اول صرف وائد خلاب  
 مردار نہیں کھاتا۔ اسکا نام نافع رکھا۔ خواہ البقیہ یا غلات یا عققۃ ہی ہو۔ دوم صرف واکل البیہدۃ جو دائرہ  
 وغیرہ کو کچھ نہیں کھاتا۔ اسکا نام البقیہ قرار کیا۔ خواہ غلات یا انواع یا عققۃ ہی ہوں۔ سوم جو دائرہ کو  
 مردار و دھنل کھاتا ہے۔ اسکا نام عققۃ مقرر کیا۔ خواہ البقیہ یا غلات یا انواع کی کہوں نہ ہو۔ اس تقسیم  
 کی تقسیم تینوں کے جس سے بالخصوص کسی نوع کو انوار تک کوہ میں کہ صرف محال کہا جائے کہ علم غلات  
 اور اسی طرح جب محرم اسکو قتل کر کے تو معلوم نہ ہو سکے کہ حرمت قتل پر جزا لازم ہے یا نہیں  
 پھر یہ قاعداں جسکی وجہ سے کوٹوں کی کسی نوع کو انواع اور بعد میں نہ محال کہا جاسکے نہ حرام  
 نہ مستحق فیہ بلکہ انکی ہر ایک نوع حلت و حرمت و اصل حد کے درمیان مشکوک رہے منقہ















ہے اور غلامانہ فروع صرف وارد کیا ہے۔ اور نہ لازمہ مخلوط الغذا ہے۔ اس میں ان کا بیچنا  
 محال ہو گیا ہے۔ بجز کس طرح معلوم ہو گا۔ کہ البقیہ یا غذا کا یہ قرحلال ہے۔ اور یہ حرام۔  
 اور یہ مختلف ہے۔ اس میں ان کے قتل سے محرم قاتل پر جزا کا لزوم عدم لزوم کس طرح معلوم ہو سکے گا۔  
 اب آپ اپنے اس قاعدے کے مطابق فرض کر لیں کہ یہ ویسی متنازع فیہ کو البقیہ ہے جس  
 اس قسم کے مدعی بالضررۃ ثابت ہو گا۔ کہ اس کو اس کے بعض افراد صرف و نہ خویش  
 وہ بالاتفاق حلال ہیں۔ اور باجماع ارتداد قاتل کرنا انکار فرماتا ہے۔ کیونکہ اب وہ عزائب الزرع مقتر  
 اور بقدر البقیہ سے ہے۔ اور بعض افراد اس کے صرف مراد خواہ ہیں۔ اور وہ بالاتفاق محرم القاتل  
 اور مباح القاتل سمجھے۔ اور بعض افراد اس کے و نہ مراد و وفادار کھاتے ہیں۔ وہ قاتل اور اہل میں  
 مختلف ہے۔ اس وقت آپ فتویٰ ملی اس طرح دیتے۔ کہ فلا نے دیوار پر چڑھ کر کوٹیا نظر آرہا ہے وہ  
 حلال ہے۔ اور اس کا قاتل کرنا حرام ہے۔ اور فلا نے درخت پر چڑھ کر رہا ہے۔ وہ حرام ہے اور  
 قاتل اس کا مباح۔ اور فلا نے شکاریہ پر کھین کر رہا ہے۔ وہ اہل اور قاتل میں مختلف فیہ کیونکہ  
 فیہ تمام کے تمام اپنے اوصاف میں متحد الکیفیت ہیں۔ لیکن جو اوصاف ایک میں اپنے اپنے  
 میں یہ بھی سب میں اپنے اپنے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ کل نہیں کہیں میں۔ اور جنس کے تمام افراد  
 کا ایک ہی حکم نفاذ کرتے ہیں۔ کہ قاتل العاصۃ العتبیۃ شریعہ الہیہ ہے۔ قاتل مرتد الحکم علی  
 جنس سبقت علی جمیع افراد۔ سب سے پہلے اس میں اہل تولدہ بلحاظ جنسیت کی تفریق  
 فی الحکم ہیں۔ بعد از تو قتل مذکور ہوتا ہے۔ تا جہ حکم کے لئے ان کا بیچنا اور ایک دوسرے سے تفریق کرنا بھی  
 ہے۔ مثلاً اگر ذرا سے اس کو اس کے کوئی فرد زنجیر کر ڈالا۔ اس طرح محرم قاتل کر دیا۔ بجز یہ دونوں  
 آپ کے پاس فتویٰ لینے آئے۔ اس صورت میں آپ فتویٰ ملی کس طرح دیتے۔ یہ کو تو آپ کے قاعدے  
 کے ذمہ ہے الا وہ کھلم کھلت درخت۔ اختلاف ہے۔ اور کہ قتال رکھتا ہے۔ اب اس خطاب  
 کا خطاب الیہ میں آپ اس طرح فصل کر رہے ہیں۔ اور چونکہ فصل الخطاب میں بھی یہی اس تقریر  
 کی صداقت پر عبارت توفیق ایک شاہ موجود ہے۔ اور اس کو عدم تفریق قسم حلال انہیں حلال  
 یا بوجہ ہر فرقہ ترک کیا جائے فصل الخطاب صحت نہیں معلوم ہو گا کہ آپ نے اس اشکال کو پہلے ہی  
 سے حل کیا ہوا ہے۔ ناظرین۔ جب قاعدہ نے پورا پورا تذبذب میں ڈال دیا۔ اور بالکل  
 گمراہ کر دیا۔ اس لئے مستحسن اپنے قاعدہ اور اصل سے تفریق ہو کر اس موجودہ ویسی کے  
 اور صرف مخلوط الغذا کے لئے اگر عند اللہام حلال اور عند الہی یوسف مکروہ قرار دیا ہے۔ اصل



اور شمع میں کتا بڑا خلافت ہے۔ پس جو شخص اپنے قانون سے عند الحکم خود ہی مخالفت کرے وہی  
 بظاہر اس کی بات پر غور کی دوسری باتیں کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تحلیل و حجب آپ کے قاعدہ کے  
 پر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی کوئی دوسرے ہر ایک شخص کے بعض افراد پہلے صرف وہ نہ صرف ہے  
 کچھ مدت تک وہ وہ مردار و خون کھاتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ وہ کھاتے تھے جیسے ایسا ہی بخلاف  
 اور صرف مردار و خون کا حال قیاس کر لیں تا وہ آپ کے نزدیک ان کی تبدیل غلطیوں سے انکار کیا  
 کو جس بدلتا پڑیگا مثلاً کوئی متنازع فیہ البقیہ کی بعض افراد حجب کی بہت تکرار کھاتے تھے۔ تو  
 آپ انکا نام نزع اور غائب التبع رکھیں گے اور حجب دہی افراد خورش میں خلط کرتے لگیں  
 تو انہیں غائب التبع نام آپ نفع اور غائب رکھیں گے۔ پھر وہ افراد صرف مردار کھاتے لگیں۔ تو آپ انہیں  
 کو البقیہ اور عادات لگیں۔ پس عند الذبح اور عند التخلی کس طرح کیا انہیں گے۔ کہ موجودہ کوئی اس  
 میں مبالغہ نہیں یا تحقیق یا البقیہ یا عادات آپ پر تو فرض تھا۔ کہ پہلے ان کی تفسیر کر دیتے پھر  
 ان کی حالت و حرمت کا حکم دیتے۔ پھر آپ نے اس کو اس کے تمام فرقہ کو بلا تیرہ مثال کیوں  
 کہا نیز واضح ہو کہ شیخ کے حکم ہندو جل و حرمت کے اس فرض میں ہیں۔ کیا اہل ایمان حلال سے نفع  
 انکا سکین حلال حرام سے نہیں۔ نہ کہ حلال حرام کی پہچان سے عاری ہو کر گمراہ ہوئے۔ آئمہ دین  
 کا بھی یہی مقصود تھا کہ جو احکام شریع کے معلوم است پر عمل ہیں۔ انکی تفصیل کیا ہے۔ یہی ہے  
 آئمہ دین کے اپنے اپنے مذاہب کی تدوین کی تیرہ پہلے سے بھی اگر پڑھا دی۔ وہ اس میں بڑا  
 فیور دہی اور قاعدہ الاصل لہذا آخر سراسر شکاک اور تردد محض ہے۔ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب نہ  
 سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کبیر اسکے کہ فیہ اختلاف کو ہمارے امام صاحب کے صفات اور بے عیب ہونے  
 میں خدشہ و شبہ اور عیب جتنی کا موقع ہے۔ اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ (ص) اولاً کوئی کی  
 کہ فی شمع جو صرف مردار و خون ہو چہاں میں موجود نہیں۔ اگر آپ کو معلوم ہے۔ تو اسکا پتہ بتا دیں  
 البقیہ اور عادات کی اللہ اور مردار و خون کھاتے ہیں۔ مگر اکثر خورش انکی مردار ہے۔ دوسرا یہ  
 کہ اہل بھی جانتے ہیں کہ کسی شخص کو حلال با حرام کہ نہ والا اسکا نام یا رنگ نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر شے دلیل  
 شرعی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن و حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ غرائب البقیہ کو جو دراصل حرام ہے ان  
 میں و سلم نے سباح القتل قرار دیا ہے۔ تو کیا اسکے قتل کے جوہر کی دلیل اسکا نام یا رنگ ہے۔ جو  
 انکا البقیہ ہے سمجھا جاتا ہے۔ تاکہ نہ نہ رنگ کا فرمان امام و حکم و اصحاب متون و شروح  
 کو کوئی کے اسام کو البقیہ یا سوء۔ و عادات کٹر حرام فرمایا۔ اور غرائب البقیہ یا عادات کٹر



حلت کا حکم دیا۔ تو کیا یہ مطلب تھا کہ کڑوں کا اہل یا سیاہ ہونا یا البقع اور خدات سے مٹا  
ہونا اہل حرمت کی دلیل ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کی حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے تحت  
محمدؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے اہل یا سیاہ ہونے سے منع کرے وہ اہل حرمت ہے۔ لیکن اس کی دلیل عام یا خاص  
نہیں۔ بلکہ عربیہ النسخ میں تو دلیل حلت کی وجہ ان اہل حرمت کے اہل حرمت ہونے سے ہے۔ اور  
محققین میں باوجود دلیل مذکور کے قیاس مجتہد بھی شامل ہے۔ جو حرمت منکوحہ کا رافع ہے البقیع  
عزبان کو مع الاسف واللہ ان کے خدا جل جلالہ والہم سے بیان کرنے میں اہم تصدیق اور فقہاء کی حرمت کی طلب  
تھا کہ بعد تفسیر ہر ایک نوع غراب پر علت یا حرمت یا اختلاف کا حکم دیا جائے۔ تاکہ مقتضیان شرح  
پر عند الافتتاح بوجہ عدم تکرار النوع مزبان کے وقت و تسکال علی حدیث ہو۔ آپ کا یہ فتوہ کہ نہ ہم نہ ہوتے  
حلت و حرمت کا مدار ہے محض وہی کہ وہی پر مبنی ہے سلام، اگر غراب ذو غلب نہ ہوتا تھا  
بھی اس کا خبیث اور موندی قاسق اور مباح القل ہوتا آپ کے اس قیاسی حکم میں داخل ہوتے  
سے روکتا۔ چنانچہ وہ ذو غلب بھی ہے۔ کما سیالی اور جسے اسکو غیر ذی غلب کہا اسکا  
قول عدم رویت پر محمول ہو گا۔ پس نہ کہ کھنا کسی کا دیکھنے والی نہ لڑتے ہو کہ نہیں لیکن اور نہ  
اسے شہوت سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے۔ یا اگر جری وغیرہ شکاری پر نہ ہو گا تو غلب ہونا بھی بالاختصاص  
کوئی قرآن یا حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ یہ حدیث اور شاہد کے لیے حدیثی انکسابع الطیر مذکور ثابت  
ہے۔ غراب میں جسے یہ صفت بخشم نہ ہو دیکھی ہو۔ اور چھوڑ دیا ان کو کہ یہ کو اذو غلب ہے۔ آپ بجز تفسیر  
کے کہ تو اہل حرمت نہیں کہتے۔ یا لفظ غلب اسکو اگر تفسیر ذمی غلب ہی مان لیا جائے۔ تب بھی بجز اس صفت  
اور وغیرہ یا متباہا وغیرہ کسی روایت کی بنا پر نہ لامام حلال ثابت ہو گا۔ امام محمدؒ نے تو غلب البقیع و غلب  
کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔ اگرچہ اول تو امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے حدیث حدیث سے ستر ستر ہی آثار حلال  
اور روایات ایسی ہی آپ کے قول کے تصدیق پر شہادت ہو کہ ثابت ہے۔ غلب یا البقیع اگر آپ کے نزدیک حلال  
میں پایا جائے۔ حلال ہو جائے۔ بشرطیکہ ذو غلب ہو۔ تو آپ اس شخص الطیر و غیرہ الطیر کو حلال نہ کہیں  
تعملاً نہ کہ عدل کو بھی غیری غلب کہا ہے۔ اور جو کہ وہ موندی اور قاسق و مباح القل بھی نہیں  
اس لئے آپ گمراہ کو بکھر کر بکھر کر اپنے پیچ کا گوشت کھا کر اور باکر حلال نہ لیں۔ کیونکہ جبکہ قاعدہ کو  
کی بنا پر وہ حلال ہو جائیگی۔ مگر یہ بکالت کو قیل کی نسبت انہیں شہادت بھی کئی جسے زیادہ ہے۔ بعض  
بابا ائمہ میں غلب اور غراب الزمرہ و تحقیق کو نہ کہ امام نے مطلقاً حلال قرار دیا ہے۔ کما مرہون  
مذکورہ مختصر لکھنا اور ان کی حرمت کو انقص و امد نہیں ہوئی۔ صرف مردار و لاش کی وجہ سے مکروہ



حرام کہنا اگر وہایت پر مبنی ہے نہیہ رنج ہو کر اپنی تقسیم لائق و فرضی ہے نہ اسلی اور واقعی آپ کی سب  
 تقریریں مکرر لفظ الغرض، التقدير، تعلیل، استنباط ہے۔ (۱) اس طرح مطلق کوئے کو حلال کہہ کر آپ فرماتے  
 قاعدہ سے خلاف محض اور اشرف خالص کیا ہے۔ (۲) اس لیے تو آپ اشتباہ و شکوک سے  
 ہیں جب تک اس غراب کو کوئل کے انواع اربع میں سے کسی خاص النوع میں کوئی خاص نام نہ نہ کر لیں  
 تب تک اس کی حالت و حرمت قتل و اکل کی حکم کے لئے لازم نہیں ملے گی (۳) جب البقہ اور غداق سے  
 مباح و اقطن بیت ہو اور رائج اور بقع مبین الاصل و المستعمل اقل ہیں ان کے حکم کا امتداد کس طرح ضرر  
 ہوگا۔ (۴) باقی رہا یہ کہ مستعملین غراب کے کوئل کی ہر ایک نوع کو انواع اربعہ میں سے کسی خاص النوع  
 والقد بطریق مذکور میں طرح پر تقسیم کر نہیں سکتے یا یہ اور محیط کی کلام کو ماحذہ دلیل و حجت شعلہ  
 سو اس بارہ میں عرض ہے۔ کہ ان کی سمجھ میں غلط ہے۔ غما یہ اور غلط کی عبارت مذکورہ کا  
 یہ قطعہ نہیں کہ غراب کے اقل ثلاثہ البقہ، اسود، تراغ ہر ایک نوع اپنی اپنی جگہ تین تین قسم پر  
 منقسم ہے۔ کیونکہ ان کی عبارت منقولہ میں ثلاثہ ثلاثہ ذکر کیا اس کے ہم معنیہ العقولہ اور نہیں ہوا  
 کہ یکا سمجھتے تین تین یا کثیر ہو۔ بلکہ وہاں خمس غراب کو انواع ثلاثہ منقسم کیا گیا ہے۔ اور نمبر  
 ہر یک لفظ البقہ و اسود و تراغ کے خارج ہونے لفظ غراب ہے۔ ترجمہ یہ ہوگا کہ غراب کی  
 تین قسمیں ہیں۔ البقہ، اسود، تراغ ایک نوع انہیں صرف و از خود ہے۔ مراد نہیں کھاتا۔ وہ  
 تراغ یا غراب النوع ہے۔ اور وہ حلال ہے۔ دو سرا وہ ہے جو عادتہ مرور و خوار ہے غلہ و غیرہ نہیں  
 کھاتا۔ مگر ضرورت کی وجہ سے۔ وہ البقہ اور غداق ہے۔ وہ حرام ہے۔ تیسرا وہ ہے جو مرور و خوار  
 مرور و نہوں کھاتا ہے۔ وہ حقیق ہے نہ کہ مختلف فیه ہے۔ کہا قابل اشناہ جو بعد نقل قتل و  
 القتاہ۔ والاخیر زوال العتق و کفائی حاجیت ابن ماجہ۔ قولہ من یا کل الغراب الذی یسأل فی الترع  
 اور کثیر منہا و ہولہ۔ بالعقیق فالاصح حملہ کفائی الدرر ابن ماجہ طبعہ عن فاروقی مدنی  
 ہماں بھی غراب کی نوع ثالثہ کہ مخلوط العقلا ہے۔ وہی غراب خاص معین قرآن مجید سے البقہ  
 ہے۔ اسی طرح ایک بڑی جماعت فقہانے کہا کہ نہ ہر ایک غراب کا لفظ کا ذکر المستعملین خواہ  
 حقیقی رہے ہو یا سیاہ اور حقیقت میں مختلف الماوان ہوتا ہے۔ اور ہر ایک تشبیہ بالغراب کے وہ  
 الاصل غراب میں سمجھا کر کیا جاتا ہے۔ اور عرب میں کسب عرف اسکا سکے یہ غراب ہوتا۔ ہمارے  
 ملک کے سنائی نہیں۔ اور اسی کا مطلب ہے حق میں امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف سے کہ استخرج  
 مروری ہے۔ اگرچہ بظاہر حملہ لایا کل الاغنیف سے غراب کی ایک نوع کا وہ مرور و خوار







مفسر و تفسیر کی کتاب الذی بالحق من غیر فرمایا کہ و صورتہ المسئلۃ لایکل الا لبق الذی بالحق  
 و اختلاف شریکیت و توفیق الذی من الغیبات و لان عامۃ ما کو لا تہیت و لا اکثر حکم کل۔ اور در مقام  
 حق میں مرقوم ہے اور مذکور کو سے کو اسباب و سفید ہے۔ جو اکثر مرد و بیست کھا  
 ہے۔ اس سنے کے لحاظ سے تمام کتب فقہ و حدیث کا خلاف ہر طرف مہر کر اتفاق ثابت  
 ہو جاتا ہے اور تفسیر لایکل الا لبق الذی من الغیبات من جو اسق المذہب اور جو مذہب کی حدیث  
 و کذا کل غریب بطلان الطب بالحق لایکل کی مخالفت کا بھی مقتضی نہ ہو سکا۔ اور کسی کو  
 غلطی کی طرف منسوب کرنا بھی نہ چاہیے اس صورت میں صاحب عنایہ اور بطور  
 کا و بارہ البق و عقائد اور جو اسکے کردہ مخلوق العقائد ہیں۔ یہ فیض مراد اور والد و توفیق  
 دیتے ہیں۔ لایکل الا لبق الذی من الغیبات اسی میں ہے کہ وہ غالباً و حادثہ و طبعاً و ارادہ و ذلیل  
 حقیقت علیہ ہیں۔ اور اکثر یہ کل حکم لکھا جاتا ہے سامی واسطہ انہوں نے لایکل الا لبق  
 ثمران۔ و درہنہ کی یہ کلام اپنی اس عبارت سے جو خود انہوں نے کتاب الحج میں در بارہ  
 غریب لاق حریر فرمائی ہے یعنی المراد بالشراب اللیق الذی بالحق لایکل الا لبق  
 اب بھی اس بات کا بھی خوف ہے کہ شاید آپ انہیں فقہائے دو نومقاموں کے کلام  
 کو تھاراض و تفسیر کہیں اتنا تعارضاً نقصاً قاطعاً حکم نہ لکھ دیں۔ اگر آپ حملہ لایکل الا لبق  
 کے جوئے کے لیے خیال کے میں تسلیم نہ کریں۔ جبکہ کئی عن اکل باعد اللیق کے ہی جسے تفسیر  
 تو پھر اس بحث کا صدق و البق و عقائد جو مرد کے سوا کچھ نہیں کھاتا اور اس کے  
 حق میں حدیثی ہو اور عاقبت و مباح القتل ہی تفسیر لایکل الا لبق اور ہم دعوت کے  
 میں کہ اکثر شتم کا گواہان و تہمایں موجود ہیں۔ آپ کے عالم و زمین و خیالات میں۔ و ہر  
 تو ان میں ہیں۔ پس ضرور کتاب کے جسے مرقوم کو خطا پر محمول کریں گے۔ بعض لوگ  
 سلا پرندہ مگر یہ کہ جسکو پنجابی میں لکھتے ہیں۔ البق خیال کر لیا ہے۔ اور یہ  
 لفظ ہے۔ کیونکہ بڑگد کے اوصاف اور علامات البق کے اوصاف و علامات کے  
 جو پہلے باب میں بیان کئے گئے ہیں بالکل مغایر ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اوصاف یہ ہیں۔  
 ۱۱۔ ہونہ کو اردو میں بڑگد فارسی میں مردار خور اور کھٹکے اور غریبی و شرم و التوفیق کہتے  
 ہیں۔ ۱۲۔ عمر بڑگد لایں نہیں کرتا۔ تاکہ اسکے آواز کی تفسیر اسکے۔ و میں اسکے شہسار  
 میں اس صورت پہلے مرقوم کیا ہوتا ہے۔ جو اڑتے وقت اس سے نکلتی ہے۔



لکھا کہ خلاف سے بڑا اور گدوں کے تشکیک ہوتا ہے۔ (۵) اور اکثر اوقات وہ جنگوں  
 میں لڑتا ہے۔ بہنروں کے قریب ہیست کم آتا ہے۔ (۶) انسان کو کسی طرح کا ایذا  
 نہیں پہنچاتا۔ راجا شکر کی جیت سے ایک بیدا جالور معلوم ہوتا ہے جسکی آنکھوں میں شہنشاہ  
 اور بدلتیں چھپی نہیں۔ اس کے اکثر اوصاف کو دیکھنے والا خود مشاہدہ کر سکتا ہے  
 اور اس کے نام معہ اوصاف کتب لغات میں موجود ہیں۔ پھر بگنہ بھی آپ کے  
 سنے کے مطابق لایا اکل الاالجیف کا مصداق نہیں بن سکتا۔ کیونکہ یہ بھی گھاس اور  
 ذبیحہ گوشت وغیرہ اشباہ طبع بھی کھا لیتا ہے۔ بار بار واقعہ ہوا ہے۔ کہ جن جالور  
 کو بوجہ مرض و نجاست اور بوڑھا پنکے فوج کریں۔ تو اس ملک کے کئی لوگ اس ذبیحہ  
 کے گوشت کو کھاتے نہیں بلکہ گائوں یا شہروں سے باہر بھینک دیتے ہیں۔ تو اس پر  
 مردہ کھانے کو دس۔ گدوں۔ بگنہ کا ایک بڑا بھوم ہو جاتا ہے۔ اور جماعت جماعت اور  
 جوق جوق وہاں آ بیٹھتے ہیں۔ اس لئے اپنے قدر کے موافق اس ذبیحہ کا گوشت کھاتے  
 ہیں۔ دیگر یہ کہ جو جالور مردہ کھاتے ہیں۔ ان کو ہر روز مردہ دستیاب ہی نہیں ہو سکتا  
 تو ان کو بوجہ بگنہ کے مغزوہ وغیرہ چیزیں کھانی پیتی ہیں۔ اس لئے بگنہ کو صرف مردہ  
 خور گمان کرنا۔ بالکل جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ اور جب وصف خلط کے موجود ہو  
 جی بگنہ علم ہی مراد باوجودیکہ یہ فاسق اور مباح القتل بھی نہیں۔ تو البق صرف خلط  
 پر مبنی وجہ سے کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ شصت بالفسق و اباحت  
 القتل بھی ہے۔ تو صاف ثابت ہوا۔ کہ لایا اکل الاالجیف سے صرف مردہ خوردی ثابت  
 نہیں بلکہ کثرت مردہ خوردی کی ثابت ہوتی ہے۔ جیسے عذاب الزرع کے بارے  
 میں لایا اکل الاالجیف کہا گیا ہے۔ وہاں بھی یہ مراد ہے کہ عذاب الزرع اکثر دانے کھاتا  
 ہے نہ یہ کہ وہ دانے کے بغیر کچھ کھاتا ہی نہیں۔ بسا اوقات جب اسکو دانہ نہ  
 ہو وہ گھاس اور حقیقی کے بہنریوں کو کھا کر شکر بھری کر لیتا ہے۔ اگر آپ صرف  
 خلط فی الاکل کے وجہ سے البق کو حلال کہتے ہیں۔ تو نفس خلط تو گدوں اور  
 بگنیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ انکو اس علت سے محمول سمجھ کر حلال کیوں نہیں کرتے  
 انہیں فرق کیا ہے۔ یہ تو سبب خاطر بن النجس و الطاہر میں مزید بیان ملے  
 اور کہ یہ کھانے کی نسبت کبھی کبھی گوشت میں زیادہ بھی ہیں۔ جس سے کھانے والا



کا پسند بھی نہ سکے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ وصفت خلط میں جیفہ کے ساتھ جب کا ہو تو  
 مشروط معلول ہے۔ تو یہ ایک اور غلطی ہے۔ کیونکہ اول تو قاضیخان وغیرہ نے قاعدہ خلط  
 میں مراد کیسا تھے منطوق کو بیان فرمایا ہے۔ جب ہو یا دوسری چیز کا قال قاضیخان  
 والا اصل مسئلہ انما خلط والنجا است بشی آخر ثم یا کل لایاں یہ۔ دوسرا یہ کہ جیفہ نور کو حلقہ  
 کہنا لا محالہ اسی امر پر مبنی ہے کہ اصل الجیفہ کے ختم اور لحم میں تھیں اور نسا و پیدا ہو جاتا تو  
 حکمی وجہ سے انسانی غور و نظر کے لائق نہیں رہتا۔ کیونکہ اب مصداق آیت شریفہ دیگر ہم  
 علیہم الخباثت کا ہو جاتا ہے۔ اور جب نگاہ اس وجہ پر پاک چیز میں بھی کھا لیتا ہے۔ تو وہ  
 آپ کے قول پر بھی حرام نہ ہوگا۔ اسی لئے خلط میں مراد کیسا تو خاص کر جب کا ہو نا ضرر  
 نہیں پھر اس قاعدہ کے وجہ سے ہر ذرا بقیہ کی رجم اور تسویر بھی حلال بن جائیگی۔ اور  
 یہ خلط اور خلوات خارج ہے۔ اور یہ قاعدہ جو جالوڈ مخلوط غذا ہو وہ حلال ہے۔ نہ اہم ہو  
 جیفہ کا مشرور کر دہ ہے۔ نہ انکار یہ مذہب ہے۔ بلکہ امام صاحب نے تحقیق کی حلت پر  
 جو دلیل بیان فرمائی ہے کہ لاہ خلط فاشبہ الدجاج اس سے فقہائے شیعہ کہ لاہ خلط فاشبہ  
 الدجاج سے کہتے ہیں کہ اس طرح اس کا کھنا کر کہ وکل ما یخلط فاشبہ الدجاج تو فیکون حلالاً  
 یہ قاعدہ مذکورہ استخراج کر لیا ہے جتنا چاہتا دینی قاضیخان میں ہے۔ مگر ان الاصل عندہ  
 انما یخلط والنجا است بشی آخر کا لہ جائزہ لایاں۔ قاضیخان ج ج م۔ اور بانی میں ہے تحصیل  
 میں قول ابی حنیفہ انما یخلط من الطیر لا یکرہ کا لہ جائزہ اسی طرح یعنی شرح بہاویہ میں ہے  
 اگرچہ اس قاعدہ سے بدیہ ہو جکر مالک عام ہے۔ مطلقاً یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو جانور دانے اور  
 مراد دینی کھاتا ہے۔ مرغی گندگی خود کی طرح حلال ہے۔ مگر یاد رہے کہ فقہائے کے  
 مذہب تک یہ عمومیت مراد نہیں۔ کیونکہ اگر یہ قاعدہ بجموئیت کھاتا ہر ایک جانور کے حق  
 میں علی سبیل الاطلاق مانا جائے تو حیوانات مخصوصہ فی الحرمہ کی حلت کافعی قلعشی ہوگا۔  
 پس کتا۔ گدھا۔ چوہا۔ بلی۔ ہاتھی وغیرہ دینی تاب اور حشرات الارض اسی طرح جیل یا بڑی  
 البق وغیرہ ذی غلبہ سب کے سب اس قاعدہ کے تحت حلال ہو جائیگی  
 کیونکہ یہ سب جانور ذلیلین النفس والطاہرین ہیں۔ یہ سب سوائے بارہ و شکر کے کو لوگ  
 فرجہ کا گوشت کھاتے ہیں۔ پس تصدایوں کی دکانوں سے ذبح کیا گوشت یہاں تک کہ  
 کھائی ہے۔ بلکہ لوگوں کے ہاتھوں سے جمع کر لی جاتی ہے۔ کتا۔ چوہا۔ بلی وغیرہ



کے لئے وقفہ پاک چیزیں بھی کھاتے ہیں۔ گدہا۔ پانچھی۔ گھانسی وغیرہ اس کا پانچھ  
 کھاتے ہیں۔ جیسا کہ مذکور ہے اس کے لئے ان کو کیوں نہیں حلال کہہ دیتے۔

صاحبان - یا در کتب - کہ امام صاحب کے مدرسہ کے اصول فقہ میں لکھا ہے - کہ قیاس  
 کی محنت کیلئے کئی شرطیں ہیں - انہیں سے ایک یہ بھی ہے - کہ قیاس جیب صحیح ہوگا کہ  
 وہ انصاف یعنی آیت و حدیث و قول صحابی کے مقابل و معارض نہ ہو ورنہ صحیح نہیں بلکہ  
 قیاس جیب کا نام نہ لیا جائے کہ مقیاس میں نفس نہ وارد ہوئی ہو جس میں نفس انصاف کی جیب  
 اسکو مقیاس علیہ کی کیا احتیاج ہے - پھر یہ فقہ کا قیاسی قاعدہ تمام مخلوط الغلط جہانوں  
 پر کس طرح جاری ہو سکتا ہے - نہ ریر کثرت و لیس کیلئے القیاس کی حرمت پر تو انھیں  
 وارد ہوئے ہیں - حضرت عائشہ عبد اللہ بن عمر - قاسم بن محمد - عروہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم سے کہ وہ مال اکل اور غنہ کھول ہونے لگا تو فرمایا ہے - چنانچہ فرمایا سن یا کل الغنہ قیاس  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاسم قاسمنا و اللہ قاسمنا من الطیبات اسلئے اس ریر کثرت پر  
 القیاس پر وہ قیاسی قاعدہ جاری نہیں ہو سکتا نہ سبقت نفس کے مقابل ہوگا - اور جہاں انصاف  
 وارد ہوئی ہو وہاں قیاس ترک کیا جاوے لگا - مگر یہ کہ قاعدہ تخلیط انہیں جائز نہ  
 تک اور اگر یہ جتنے حلال ہوتے پر انصاف وارد ہوئی ہو یا کم از کم ان کی حرمت پر  
 انصاف نہ وارد ہوئی ہو - اور وہ بالاصح حلال ہوگا لبقرة الجلالہ وغیرہ - پس بالفاظ امیر  
 قاعدہ کے وہ حرمت جو سبب جہاں اکل اور حیض حوری کے ان جائز نہیں مطلقاً انھی  
 یا یہ کہ حرمت منصوصہ یا قاعدہ القیاس اور خلاف وغیرہ نہ لے اس قاعدہ کے حلال  
 ہو جائیں گے قاضی و الفاضل -

مختصر دوسرا ان قواعد اور دلائل کے بیان میں۔ جو غراب الفتح کی حرمت  
میں بہت جگہ ہیں۔ وہ ایسی ہیں کہ غراب الفتح کی حرمت پر باعتبار استدلال قواعد متعدد ہیں  
جس میں ان قواعد کی حرمت پر مختلف طریق سے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ہم ان قواعد  
اور دلائل کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید کہ عالمانہ شخصیں سادہ دل اور بے لوث  
طبع ہو کر یہی صریح سے غدار اور توجہ فرمایں گے۔ قواعد مندرجہ ذیل یہ ہیں۔ قواعد  
غراب الفتح غیبت ہے۔ چنانچہ ہر اس جہر حافظہ بالذہن العینی محکم سے نقل کر کے تحریر  
فرماتے ہیں۔ یہ ہوا غیبت ہر اس جہر حافظہ بالذہن العینی محکم سے نقل کر کے تحریر



اور وہ مذکور کو اس قسم کے کوئل سے بڑھ کر خبیث ہے۔ اور وہی ہر ایک خبیث کے لئے  
 ضرب المثل ہے۔ اور اسی کے ہم معنی لسان العرب میں کہا ہے۔ و يقال للغراب القبح اذا  
 قبح بياض و جميعه القبحان للاختلاف لونه و هو اخبث ما يكون من الغراب خفا و خفا على خبيث  
 الم اتمنى اور لسان علی قاری حنفی شریعت مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔ و هو جمع فاسقت الارواح فمن  
 خبيثين و كثر العثر منهم في زفات مطبوعه مصر جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ شریعت اور وہ (تلفظ فاسق) ا  
 جمع ہے فاسقہ کی اولاد وہ کیا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فسق سے انکی خبیث  
 اور ضرر رسائی کی کثرت کا یہاں غیبت عالم ہے۔ فانی اور علی دونوں کو شامل ہے۔ اور اسی طرح  
 بحر الرائق شرح كنز الدقائق میں کہا ہے۔ و معنى القبح فيمن خبيث و كثرة الغر فہم اوشع  
 فمخشی غر فہم میں قولہ القبح خصہ غیبت والا فالمراد بالغراب الشریع اتمنى۔ اور لسان العرب  
 میں ہے۔ و فی الحدیث انه غیر اسم غراب لما فیہ من البعد و لانه اخبث الطيور اتمنى۔ اور  
 حافظ عبد الدین العینی حنفی شرح ہایہ میں فرماتے ہیں۔ و سمیت فواسق بطریق الاستعارۃ لخبث  
 ترجمہ اور سمیٹھا ان پانچ جالوروں کا۔ فواسق اور استعارہ کے ان کے خبیث ہونے کی وجہ  
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ جالوروں کو فواسق اس لئے فرمایا کہ یہ غیبت  
 جالور میں اور چونکہ غراب القبح بھی انہیں میں سے ہیں۔ پس وہ بھی حسب فرمودہ رسول اللہ  
 کے خبیث ٹھہرا۔ فافہم ما و علا س کمال الدین و میری شافعی فرماتے ہیں۔ و وہی البجاری  
 فی اللادب و الفاکم فی المستدرک و الدیلمی فی الشعب و ابن عبد البر و یحییٰ بن عبد اللہ بن  
 الحرث اللاموسی عن ائمہ رابطہ ثبت مسلم عن ابیہما انه قال شهدت مع رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ و آلہ وسلم حنیناً فقال ما سمک قلت اسمی عزیر فقال صلی اللہ علیہ وسلم بل انت مسلم و  
 انما غیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسم الذہیر ان خبیث الفعل و خبیث المظہم و الذالک امر صلی  
 علیہ وسلم یقلد فی کل و الحرم حیات الحیوان جلد ۲ مطبوعہ مصر ص ۱۸۱ اسطر ۱۱ اور صاحب مجمع البحار  
 کہتے ہیں۔ و فی صلی اللہ علیہ وسلم اسم غراب لما فیہ من البعد و لانه من اخبث الطيور جمع بجا  
 الا و لہ جلد ۲ مطبوعہ مصر اور لسان العرب میں ہے۔ و فی الحدیث انه غیر اسم غراب لما فیہ من  
 البعد و لانه اخبث الطيور اتمنى۔ ان ہر کہ کتب کی عیا ملوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ چونکہ  
 علی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سبک اور طرح سلیم میں کو ایک خبیث بلکہ اخبث پرندوں  
 میں سے ٹھہرتا۔ اور اس خبیث جالور سے نفع کسی طرح متصور نہیں ہو سکتا تھا۔ نہ



اسکے کھانے سے کیونکہ خبیث محرم الاکل ہوا کرتا ہے۔ بقولہ تعالیٰ وحریم علیہم الجبائث اور  
 کہ کسی دوسرے وجہ سے بلکہ اس کو اسے انسان کو ایذا اور ضرر پہنچتا ہے۔ لہذا تقدیم ذکر  
 اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصنیف بالقتل پر ارشاد فرمایا۔ نیز اس کی جہا  
 کی ہی جہت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رلیتہ کے والد کا نام بجائے غراب کے مسلم بخیر  
 اور صاحب درخت رکھتے ہیں۔ والغراب الا لبق الذی یا کل الجیف لانه یحق بالجائث  
 قال المصنف ثم قال والجبث المستحبہ الطبیاع السلیتہ۔ ترجمہ اور حلال نہیں البق کو آجھ  
 مردار کھاتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ حیوانات غبیہ کی ساتھ ملحق کیے کھا ہے۔ مصنف نے اپنی  
 شرح میں یہ صفت لے کر کہا۔ کہ خبیث وہ چیز ہے جس سے طبایع سلیمہ گھنائیں۔ اور اسکو  
 مکروہ اور خبیث جانیں۔ ہم غراب البق وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہو کہ فی الطوطا و فی  
 المکی عن الشفت۔ غایتہ الاولیٰ شرح و التخرار جلد ۱ ص ۱۰۱ اب چونکہ علمائے امامدار کے اقوال  
 سے ثابت ہوا کہ اس کیسے موزنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خبیث ہونے کی وجہ  
 سے اسکو فاسق قرار دیا ہے۔ اب اسکو محال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کر کے اس غراب  
 البق کو طیب کہے ہرگز نہیں۔ (اصغر علی) اور خبیث ہے۔ وہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں  
 وَجَعَلَ لَكُمُ الطَّيِّبَاتِ وَجَعَلَ لَكُمُ الْخَبَائِثَ قرآن شریف پارہ ۱ ص ۱۰۱ ج ۱ اور حلال کر کے  
 دے اس کے پاکیزہ چیزیں اور حرام کر کے ان پر حرام چیزیں۔ اس طرح یہ اصل حتیٰ اس آیت کی تفسیر  
 میں آتے ہیں۔ کہ حکم سلیم الخبائث کا لدم ولحم الخنزیر فاللہ و با الطبیات بتقلید  
 الطبع و استلزام وہ با خبائث الاستحبہ الطبع و تفسیر نہ فکون الآیۃ ولعل علی ان الاصل  
 کل ما یستطیع الطبع الفحل و کل ما یستحبہ الطبع الحرام لہذا دلیل متفصل ہے۔ روح البیان  
 صفحہ ۱۰۱ مطلب یہ کہ جن چیزوں کو انسان طیارہ خوش اور لذت حاصل کرے وہ پاک  
 ہیں و جن اشیاء سے نفرت اور کراہت کریں وہ پایم ہیں۔ لہذا آیت اس امر کی دلیل  
 ہے۔ کہ جس چیز کو طیارہ سلیمہ پاک جانیں وہ حلال ہیں۔ اور جن کو طیارہ جانیں وہ حرام  
 ہیں۔ مگر کسی خاص علیہ دلیل کی وجہ سے اس کا خلاف ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اسی آیت کے مطابق اشیائے پاک کو حلال اور اشیائے پایم کو حرام فرمایا ہے  
 جس پر قرآن شریف و حدیث شریف ناظر و شاہد ہیں بلکہ توریث و انجیل بھی گواہ ہیں غرض کہ  
 اس کو فاسق و نبیث و موزنی قرار دیکر محرم اور غیر محرم کے لئے عمل و حرم میں تمیز کرنے کا



فرمایا ہے ماحشیخ ابن عابدین شامی حاشیہ اور مختار میں لکھتے ہیں۔ قولہ والنجیث الخ  
قال فی حرمان النساء ایضا العلم علی ان المستحبات حرام وهو قولہ تعلل ورجح  
علیہم الخ بات وہا المستطاب العرب حلال لقولہ تعلل ورجح علیہم الطبیبات وہا المستحبات  
الرب فهو حرام بالنسب ولقدین یعتبر مستطابہم الخ الحجاز من اهل الامصار لان الکتاب  
شمل حیمہم وخصیوہہ ولم یعتبر الخ البواری لانہم للفرقة والنجیث علیہم بالکون مایکون منہم  
لشامی علیہ ۱۹۵۵ خلاصہ یہ کہ سب علماء نے اجماع کیا ہے کہ جبکہ اہل حجاز شہر و غیر شہر  
و سب پاک سمجھیں وہ حلال ہے اور جبکہ ناپاک سمجھیں وہ حرام ہے۔ اس آیت کی وجہ  
ہے اور ملک حجاز کہ اہل مہار اس لئے پاک اور ناپاک جاننے میں معتبر ہے کہ کتاب  
مستحبات میں یہ شامل ہوئی اور وہ ہی لوگ قرآن کے مخاطب ہیں۔ اور حرج کے سببہ و انوکھا  
اس میں کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ان کو جو کچھ چاہئے۔ احتیاط اور بھوک کی وجہ سے  
کھالیت میں۔ بھرا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل لا یستوی الخبیث والطیب والنجیث  
کثرة الخبیث فالقول اللہ یا اولی اللباب لعلکم تفکحون ترجمہ کہ یا رسول  
اللہ میں برابر ہوتا پاک اور پاک اگرچہ خوش فہمی بہتاریت ناپاک کے پس ذرہ اللہ تعالیٰ  
سے لئے صاحب عقل کے تو کہ تم فلاں چاہو۔ اور شیخ اسماعیل حنفی اس آیت کی تفسیر میں فرماتا  
ہیں۔ و سبب النزول لان کان خاصا لکن حکم عام فی ثقی السادات عند اللہ من الرزی  
و من الخبیث ففی ترجمہ الحیہ و تحذیر عن الرزی و بینا دل الخبیث و الطیب امور کثیرہ  
تتمہا الخلال و الخوام مشغال حیث من الخلال ارحم عند اللہ من طنی الدنیا من الخوام لان الخوام  
خبیث مردود و الخلال طیب مقبول فہا لا یستویان و ہذا کما ان طالیہا کذا کذا طالیہ الخبیث  
خبیث و طالیہ الطیب طیب واللہ تعالیٰ یدوق الطیب الی الطیب کما ان الذوق  
الطیب الی الخبیث تفسیر روح البیان سورۃ صفہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔ اب غیث شہ کی جہت  
کتاب اللہ اور سنت۔ رسول اللہ اور اہل علم سے ثابت ہو گئی۔ اور عقل و قیاس بھی ایسی چیز  
ہو کہ جو جو طیب ہو وہ حرام ہی ہوئی چاہئے کہ کبر علی پس نتیجہ یہ نکلا کہ اگرچہ غیث کہتے  
کثیر التعداد و سنت و شریاب ہو سکتے ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر بخار ہو تو اللہ اللہ اللہ  
جا کہ ہو گا مگر یاد ہے کہ قرآن و حدیث و اہل علم و قیاس و دلائل لہاجہ کے رو سے یہ وہی  
کہ ہے حرام ہے۔ قال اللہ یا اولی اللباب لعلکم تفکحون پس یہ لہاجہ اللہ تعالیٰ



در استحوال حریمات امی قدا و مدان عقلیہ کے معانی شاید کہ شمار ستارہ رشیدیہ تفسیر حسین  
 و اطراف و احوال ان الحی للہ رب العالمین و شجرہ ریشیہ کنکب اللہ الفصل شیشاہ و قول رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدہ و قوس سرار غراب البقع فاسق اور حد و قیاس الحسن ابو اسحق ہے رسول اللہ  
 علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فاسق فرمایا ہے۔ کتب احادیث صحاح اس سے بھرت ہوئے ہیں  
 ان میں جگہ ایک مسلم کی حدیث اس فاسق و فاسقہ والی پہلے گزر چکی ہے۔ دوسرے محمد بن اسماعیل بخاری  
 اپنی صحیح میں اس طرح فرماتے ہیں۔ حدیث محمد بن ابی سلیمان قال حدیثی ابن و مرسل  
 ابن خرقہ عن ابن عباس عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال فاسق من الذی اب کلہ من فاسق یقتل فی الحرم الغریب والحر راءہ والعقرب والقارۃ والکلب  
 یخارسی شراہ۔ ترجمہ حضرت عائشہ فرمے باسناد مذکور مروی ہے کہ کہ بے شک رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بائخ جانور یاں جو سب وہ فاسق ہیں۔ قتل کئے جائیں مرمہ  
 اگر وہ پہلے صلی اللہ علیہ وسلم اور چرہا اور کتا کت کتہا۔ اور جس جانور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے پانی کا سطل میں گنا اور لفظ فاسق سے کہلے فرمایا۔ وہ حرام ہے۔ ہمارے بعد حافظہ ابوبکر  
 العینی حنفی شیعہ ہادیہ میں وہی لفظ فاسق تحریر فرماتے ہیں قولہ الفاسق بالنصب جمع فاسقہ و  
 سمیت فاسق بطریق الاستعماد للقبول وقیل لظہورہ عن الحسن والحسین والعتق الخرج للقبول  
 بہ تخیل لہ فی فاسق لظہورہ عما مر بہ وقیل سمیت فاسق لاداءۃ تحریم کما لہو لہ تعالیٰ انما  
 نسق بعد انکرا مرمہ من الیحدہ الدم وقیل لظہورہ عن الحسن والحسین من الی الانبیاء وقیل لظہورہ  
 عن الاتقان بمن بنی علی الہدایۃ جلد اول جلد دوم جلد سوم جلد چہارم فاسق جمع ہے فاسقہ  
 کی ان پانچ جانوروں کا نام بطور مستعارہ فاسق کہلے ہوا۔ کہ یہ عجیب ہیں۔ اور بعض کہلے  
 کہا اس لئے جو کہ انکی قتل کر دینا حرم و جرم پر حرام ہیں بلکہ جائز ہے۔ اور فاسق کا آخری معنی  
 خارج ہوتا ہے مستقامت سے۔ اس لئے عاصی وافرمان کو فاسق کہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ  
 کے رسول کی تاکیداری سے نکل جاتا ہے۔ اور بعض کہلے کہا کہ حدیث علیہ الصلوٰۃ و السلام نے  
 کہلے کہا کیونکہ حرم کر کے لداوے پر انکو فاسق فرمایا یعنی اس ارادہ پر انکا کھانا حرام ہے۔ انکو  
 فاسق فرمایا۔ اس دلیل سے کہ خدا تعالیٰ نے بھی بعد بیان کیے حریمات و حریمات کے فرمایا  
 ذالک فاسق یعنی یہ سب چیزیں حرام اور خدا تعالیٰ نے ان سے منع فرمایا۔ اور بعض نے کہا اس لئے  
 فاسق ہیں۔ کہ ان میں طبعاً ضرر و ایذا ہے۔ اور سلامتی نہیں۔ اور ایک قلیل یہ ہے کہ ان











مخرج و سوا و نمہ بایہ مع الکفار و مکتبہ ۱۸۷۱ مکتبہ احمدیہ دہلوی ترجمہ و تفسیر کے قائل ہیں  
 ان کے نزدیک کوئی کافر گشت کھا یا نہیں جتنا کفار و حیوانات و وحشی سے چاہے کھائے  
 اصل کی مثل ذی قلب و بغیرہ پرستے اس پر جواز ہے مگر وہ جانور کے مستثنیٰ کیا ہو  
 مخرج حیوانات غیر انوکھ سے جڑا میں ان کے قتل کو مستحب ہے۔ یہاں تک کہ وہ جانور  
 میں جلتو ہم شمار کیے ہیں۔ وہ جو مال و دام کے لیے مباح یعنی کھاتے ہیں۔ اس میں ہلکے  
 الغواص۔ اس کام سے بلا شک و شبہ ثابت ہو گیا کہ صاحب ہادیہ و معنی بلکہ شیعہ کے  
 نزدیک اپنی ذات حیوانات غیر انوکھ سے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ جانور کے قتل کو مستحب  
 دہلوی حنفی مہر بھی کہتا ہے حجتہ الاسلام با ب حیوانات غیر انوکھ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں  
 و سبب ایضا فاستقامتہ بجز تناول حجتہ الاسلام علیہ السلام علی صاحبہ السلام سطر اتر حمید اور بعض  
 بالآخر میں کو حجتہ الاسلام نے قطع فاسق کے نام فرمایا۔ پس اس حلال کھانا ان کا اور  
 ایسا ہی روایات گذشتہ سے ثابت ہے کہ یا سبب فاسق سبب حرام ہے۔ پس نتیجہ  
 نکلا کہ یہ غریب البقیہ فاسق سبب الحلال ہے اور خدا تعالیٰ کو اسے فاسق و کافر  
 والدہ ہوتی ہیں۔ جو ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔ اور طبیبان  
 قلب پوری طرح حاصل ہو جائے۔ (۱) علامہ مرنہ قاضی مالکی کہتے ہیں۔ و قالت عائشہ  
 من یا کل الغراب و قد سماہ رسول اللہ علیہ السلام فاستقامت ترجمہ اور فرمایا حضرت  
 عائشہ نے کوئی کھا سکتا ہے۔ کوئے کو نکال دیکھ نام رکھا اسکا رسول اللہ نے فاسق اور حضرت  
 عبداللہ بن اسید طی شافعی کہتے ہیں کہ لا احد فیما اوحی الی محمد الخ کی تفسیر میں بعد نقل  
 احادیث و حرمت ذی قلب و غیرہ کی فرماتے ہیں۔ و ابن واخریج ابن ماجہ عن ابن عمر قال  
 من ذاک الغراب و قد سماہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فاستقامت و اللہ ما ہومن الطبایع  
 تفسیر و انشور السیوطی مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ ترجمہ اور ابن ماجہ عبد اللہ ابن مسعود  
 روایت کی ہے جس کہ نہ آیا کوئی کھا سکتا ہے کوئے کو نہ کھا جائے۔ یہ شک نہ ہو گیا۔ اسکو  
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فاسق۔ نتیجہ خروجی کی قسم ہے۔ کہ میں وہ کھا ہوا نہیں  
 ہے۔ اب ابن ماجہ روایت میں حیوانات غیر انوکھ کے بیان میں غریب کا باب جدا ہے  
 کہ وہ جس بیان کی اس۔ وہاں پر وہاں اب اسکا غریب و انوکھ کے بیان میں ہے۔  
 ابن تیمیہ شافعی کہتے ہیں۔ و قد سماہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم فاستقامت و اللہ ما ہومن الطبایع











کیونکہ اس وقت محرم فوج للصيد کی اہلیت اور صید فوج للمحرم کی محلیت سے  
 خارج ہو جائیگا۔ اور منہی عنہ میں فوج لذاتہ ہوگا۔ یا یہ بلحق بقیع لعینہ ہوگا۔ پس محرم  
 کا صید کو قتل کرنا علی صورت الذبح بھی غیر مشروع بالاصلاح ہوگا اور اسکی فوج للصيد  
 نہ کوئی ہوگی۔ لازماً فعل حرام فلا یقوم مقام المیزین الدم والجمیس ذبیحہ حرمیت اور ذبیحہ  
 نجوسی اور بیت پرست کے ساتھ ملینا لینے حرام ہوگا۔ مفسرین کی کلام سے یہی ثابت  
 ہوتا ہے۔ اور یہی ترمذی امام ابو حنیفہ اور مالکے صاحبین اور امام مالک و یوسف رضی اللہ عنہم کا  
 ہے اور امام شافعی ایک روایت میں تو انہی سے موافق ہیں۔ اور دوسری روایت میں مخالف  
 ہے اس روایت میں بھی محرم قاتل کے حق میں صید نہیں کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ کہنا صحیح  
 بالاعتقاد اور اگر قاتل سے ذبیحہ اور نہ کوئی مراد لی جاوے۔ تو پھر لا محالہ لا یتناول الصيد یعنی نہ لنگر  
 الصيد اور نہ لنگر قاتل کو صید ہوگا۔ تو اس وقت انہی ذریعہ فعل افعال مشروع ہوگی۔ نہ از قسم افعال سید  
 اور چونکہ یہی منہی عنہ کا حسن یا شرعاً متصور ہونا منہی عنہی شرطیات میں سے ہے۔ اور اس صورت  
 میں انہی فعل شرعی سے ہوگی۔ اس لئے وہ منہی عنہ (فوج و زکوف) بالاصلاح مشروع نظر میں نہ  
 رہی۔ صاحب لازم آتی ہے۔ جو صاحب شیعہ سے محال ہے۔ اس وقت بالضرورت محرم کی فوج و قاتل  
 نہ کوئی ہوگی۔ اور محرم صید کے حق میں اہل فوج ہوگا۔ اور صید بھی محرم کی فوج کا عمل۔ تو قاتل کی  
 اس صورت میں چاہئے کہ حرام نہ ہو بلکہ حلال طیب ہو۔ اگرچہ اس پر قرآن لازم ہو۔ اس حکم میں  
 غیر اختلاف قرآن و سنت و اجماع الیہا۔ اور اگر کسی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مستند جلال الدین کوثر  
 الخواری بعد نقل دلیل شافعی کے شرح دہلی میں کہتے ہیں۔ و جہتانی ذلک قولہ تعالیٰ ولا تقتلو  
 الصيد و اثم حرم سماہ قتلہ تعزیراً لان ہذا الفعل غیر موجب للعقاب کما فی خروج الہدایہ علیہ و علیہ السلام  
 جہاں صحت ائمہ اور محرم کے ذبیحہ کو روا رکھا سا حکم لکھتے ہیں۔ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا  
 قول ہے۔ ولا تقتلوا الصيد و اثم حرم۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل کا نام قتل رکھا  
 ہے۔ لیکن چنان لیا ہے کہ بیشک محرم کا یہ فعل حلت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور وہی مقام  
 معظم پر مبنی شرح اکثر میں کہتے ہیں۔ و ان اللہ تعالیٰ سمیہ تقتل قتال علی اللہ کیس نہ کوئی ترجمہ  
 اور ہاں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل لینے ذبیحہ کو قتل کے لفظ سے کہہ دیا ہے  
 پس افعال میں ایسا بات کی بنا پر کہ محرم کی فوج للصيد نہ کوئی نہیں۔ اور کہنے والے قاتل میں محرم ہے  
 تو تو ذبح المحرم صید المحرم اور اس کے حاشیہ یہ لکھا ہے۔ ای افادہ المحرم صید

محرم کی فوج للصيد کی اہلیت اور صید فوج للمحرم کی محلیت سے خارج ہو جائیگا۔ اور منہی عنہ میں فوج لذاتہ ہوگا۔ یا یہ بلحق بقیع لعینہ ہوگا۔ پس محرم کا صید کو قتل کرنا علی صورت الذبح بھی غیر مشروع بالاصلاح ہوگا اور اسکی فوج للصيد نہ کوئی ہوگی۔ لازماً فعل حرام فلا یقوم مقام المیزین الدم والجمیس ذبیحہ حرمیت اور ذبیحہ نجوسی اور بیت پرست کے ساتھ ملینا لینے حرام ہوگا۔ مفسرین کی کلام سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی ترمذی امام ابو حنیفہ اور مالکے صاحبین اور امام مالک و یوسف رضی اللہ عنہم کا ہے اور امام شافعی ایک روایت میں تو انہی سے موافق ہیں۔ اور دوسری روایت میں مخالف ہے اس روایت میں بھی محرم قاتل کے حق میں صید نہیں کو حرام ہی قرار دیتے ہیں۔ کہنا صحیح بالاعتقاد اور اگر قاتل سے ذبیحہ اور نہ کوئی مراد لی جاوے۔ تو پھر لا محالہ لا یتناول الصيد یعنی نہ لنگر الصيد اور نہ لنگر قاتل کو صید ہوگا۔ تو اس وقت انہی ذریعہ فعل افعال مشروع ہوگی۔ نہ از قسم افعال سید اور چونکہ یہی منہی عنہ کا حسن یا شرعاً متصور ہونا منہی عنہی شرطیات میں سے ہے۔ اور اس صورت میں انہی فعل شرعی سے ہوگی۔ اس لئے وہ منہی عنہ (فوج و زکوف) بالاصلاح مشروع نظر میں نہ رہی۔ صاحب لازم آتی ہے۔ جو صاحب شیعہ سے محال ہے۔ اس وقت بالضرورت محرم کی فوج و قاتل نہ کوئی ہوگی۔ اور محرم صید کے حق میں اہل فوج ہوگا۔ اور صید بھی محرم کی فوج کا عمل۔ تو قاتل کی اس صورت میں چاہئے کہ حرام نہ ہو بلکہ حلال طیب ہو۔ اگرچہ اس پر قرآن لازم ہو۔ اس حکم میں غیر اختلاف قرآن و سنت و اجماع الیہا۔ اور اگر کسی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مستند جلال الدین کوثر الخواری بعد نقل دلیل شافعی کے شرح دہلی میں کہتے ہیں۔ و جہتانی ذلک قولہ تعالیٰ ولا تقتلو الصيد و اثم حرم سماہ قتلہ تعزیراً لان ہذا الفعل غیر موجب للعقاب کما فی خروج الہدایہ علیہ و علیہ السلام جہاں صحت ائمہ اور محرم کے ذبیحہ کو روا رکھا سا حکم لکھتے ہیں۔ ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ولا تقتلوا الصيد و اثم حرم۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل کا نام قتل رکھا ہے۔ لیکن چنان لیا ہے کہ بیشک محرم کا یہ فعل حلت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور وہی مقام معظم پر مبنی شرح اکثر میں کہتے ہیں۔ و ان اللہ تعالیٰ سمیہ تقتل قتال علی اللہ کیس نہ کوئی ترجمہ اور ہاں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کے فعل لینے ذبیحہ کو قتل کے لفظ سے کہہ دیا ہے پس افعال میں ایسا بات کی بنا پر کہ محرم کی فوج للصيد نہ کوئی نہیں۔ اور کہنے والے قاتل میں محرم ہے تو تو ذبح المحرم صید المحرم اور اس کے حاشیہ یہ لکھا ہے۔ ای افادہ المحرم صید



فاذی بینه و انک الشک او غیره بل بوجزای علی القاتل المحرم و غیره و قال الشافعی لا یکل من ذبح  
 الحرم و فی حدیث غیره عنه و یسألان و کذا قوله علیه السلام فی حدیث ابی قتادہ بنی غنیمت بنی غنیمت  
 لا یقتل علیہ السلام و لا یقتلوا فاذ ذاک انت الاعاشه و الا شامه و وجبتان فی مرتبہ الاکل قد یجوز فی  
 مستوفی علی اکثر حدیث ابی عبات میں اپنے و عوے کے ثبوت پر حدیث شریف  
 میں یہ تاخر میں کی گئی۔ اور صحیح مسلم میں بھی حدیث ذیل مرقوم ہے۔ و حدیثی القسم بنی ذکر یا  
 حدیثا عبد اللہ عن شعبان بن جبر عن عثمان بن عبد اللہ بن سوہب بنہ الاسناد فی حدیث  
 شعبان بن قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم احرام و یکل علیہا و اشد ایسا  
 و فی حدیث شعبان بن قتال انکم احرام و اشد یکل علیہا و اشد ایسا و اشد یکل علیہا  
 و فی حدیث شریف میں بھی یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن جابر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قال لحم الصيد لکم فی الاحرام حلال ما لم یحیدرہ و اولیسا و لکم و اولیسا و لکم و اولیسا و لکم  
 و شرح معطای مالک میں سطور سے سطور مالک عن الزیل یفطر فی کل المیتہ و یحرم  
 الصيد الغیر فی کل المیتہ فقال بن یاکل المیتہ و لیس (ذاک ان اللہ تبارک لم یخص الحرم  
 فی کل الصيد و لانی اللہ علی حال من الاحرام بل اطلق النحر فقال لا تأکلوا الصيد و انتم  
 حریم قال و حریم علیکم عبد البر یا و تتم حرام و قد خص فی المیتہ علی حال الضوئہ بنحو قولہ انما  
 خص اشطر غیر یابح و لا فاد فلا اثم علیہ (قال مالک و اما ما قتل المحرم لنفسه او زوج من  
 الصيد فلا یکل لکل لعل کل لحم لا یس فیہ کی داسے من کی بل میتہ سورہ ارکان خطا و دخل  
 ما کلا لا یکل لحدود حدیث ذاک من واحد و زعمانی محمد عبد الباقی ج ۲ مطبوعہ مصر ص ۱۹۸  
 باب ما یکل اللحم من الصيد او صاحب ہایہ تحریر فرماتے ہیں۔ و اذا ذبح المحرم صیدہ  
 فاصیدہ و اکتل لیس لکما و قال الشافعی ما ذبح المحرم غیرہ و لا غافلہ فاقطع فعلہ لیس و لکما  
 من الذکاة فضل مشروع و ہذا فعل حرام فاکتول ذکوانہ کذا فی حجتہ المحرمی و ہذا لان المشروع ہو  
 الذی قام مقام المیتہ من اللحم و انتم یسیرا فیکفہم بانہما بہ ہایہ مضبوطہ احمدی و ہایہ  
 ہایہ لیس اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ ذکوانہ کی ضرورت نہ ہو بل کفایت کما فی حدیث  
 و ہذا کہ ذکوانہ ہستی و ہستی کی طرف حرام ہے۔ اور صاحب کنی کہتے ہیں۔ قوله و لا تأکل  
 الذکاة و ہایہ حکم مقام المیتہ لیس لکما و یفطر المسلم الکھان و اخرج من الذبوح و ہایہ  
 یکل کلہ ان ذبح المحرمی لا یکل الا ذوان حرام منہ اللحم فکلم ان المحرمی یفطر



المشروع القائم مقام الميرة فينبذهم بانفسهم فان قيل كل شيء على ما اوضح شاشات الغيرة  
 اذ قد فاء حرام محض حتى انه لو اضطر المسلم من اكل الميتة واكل مال الغير كان عليه  
 ان ياكل الميتة لا مال الغير كما في المحیطة التي من التمر اذا كان المعنى في الذبيحة او المذبح  
 لان ذلك ذبيحة في عين الفعل فكان الفاسد ان يكون المعنى منه مشروعا واذا كان البيع  
 بالمعنى المعنى في الفاسد وهو المالك كان المعنى في بيعة فلم يصير عين الفسخ حراما بل الحرام  
 هناك احبات حق المالك حتى زالت تلك الحرمة باذنه فكان مشروعا في نفسه۔  
 كقوله شيخنا في مطبوعه دبی مطبوعه اس عبارت سے بھی بدیدہ ثابت ہے ظاہر ہو اگر کوئی  
 یہ فعل مشروع کا ہونا مقبر ہے۔ جو قائم ہو مقام خارج ہو جائے دوم سفوح کے  
 پس حرم کی دفع میں چونکہ المعنی فی عين الفعل نہیں وارد ہوئی ہے۔ اور وہ فعل مجزی  
 کی دفع کی طرح بالامال غیر مشروع ہوا۔ تو اس کے نتیجہ سے دوم سفوح جو محض ہے اگر  
 قاضی ہی ہو گیا تب بھی حرام ہی رہیگا۔ اور مسلم غیر حرم کے نتیجہ سے دوم سفوح نہ بھی  
 ملے تب بھی حلال ہے۔ چنانچہ اسی طرح حلال ہے وہ کوئی شخص ملکہ غیر کو بیعہ اذن  
 مالک کے دفع کر دے۔ خواہ یہ فعل حرام ہی ہو کیونکہ یہاں بھی المعنی فی بیعہ ہے۔  
 لا المعنی فی ثبوت فائدہ اس سے یہ ہے۔ کہ اگر مالک شے سے اذن دیدیا تو وہ حرم سے  
 رہا۔ چنانچہ یہی کیونکہ یہ فعل اصل میں مشروع تھا۔ ان سب روایات کا حاصل یہ  
 کہ حیدر اکمل الحکم ہے چنانچہ یا فاختہ یا سرن یا کو۔ خریدار ہو گیا وغیرہ جو قطعی حلال ہیں  
 اگر حرم سے لے کر لے کر لے۔ تو وہ سب مردار کی طرح حرام قطعی ہو جائینگے۔ بلکہ حرم کی اعانتی  
 یا التماس و ولایت سے بھی وہ سب غیر ماکول اور حرام ہو جائینگے۔ جب یہ ثابت  
 ہوا کہ حرم کو بیعہ حیدر۔ مردار کی طرح حرام ہو جاتا ہے تو نہایت عجیب ہے جس شخص  
 کے قول سے جو کہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کے حق میں جو غریبیت  
 کو سب از قتل فرمایا۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ حرم اسکو دفع کر کے کھائے۔ وہ صاحب بدیہ  
 نہیں کہوئے۔ کہ کہتے اور اس کے ساتھیوں نے چیل۔ بچھو۔ چھوہا۔ یا صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو حرم سے کھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اول ہی  
 کوئے کے معنی بالضم اور محرم لائل بیان سے لکھ کر من سے اسکو فاسق فرمادیا۔ پھر  
 اس کے دفع کرنے کے لئے اس کے قتل کا لفظ آیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ







گمیر کرانید و سی۔ کذا علی۔ من ظاہر حرج سہ ص ۲۸۸ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تقتلوا  
 النفس التي حرم اللہ بالحق اور قاضی ثناء اللہ صاحب مصنف تفسیر منطوری اپنی کتاب مالا بدینہ  
 میں تحریر فرماتے ہیں مسئلہ قتل کروں جاوے یا کوئل النعم نہ برائے خوردین حرام است و قتل  
 کروں جاوے یا موغی جائز است۔ مالا بدینہ کتاب النعمان ص ۱۸۱ اب اس حدیث اور  
 انہر من حیاس اور مالا بدینہ کے مسئلہ مذکور سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہے کہ حلال اہل  
 کو بغیر ذبح کے قتل کرنا یقیناً حرام ہے۔ اور ایسا ہی حرام جاوے یا غیر موغی کے قتل سے بھی منع  
 شیعہ فرمایا ہے۔ اور گوئے کو چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم سے ذبح کے بغیر قتل کر کر  
 صلہ کر کے کھانے کا حکم فرمایا ہے اس سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ کوئل یا موغی غیر اہل النعمان  
 قطعاً ہے۔ اب فعال المظاہر میں جن صاحبان نے یہ خیر غیر عبارت ذیل تحریر کی ہے۔ وہ بالکل غلط  
 اور خلاف حق ہے۔ یہ صاحبان نے دو مسئلہ لفظ یقتلن فی الخمر و الخمر یا جو اس سے لفظ مذکور  
 میں اس سے جو حدیث نام تو میر خیال ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ ان کے قتل کا حکم حل اور حرم نہیں آیا  
 اور نیز یہ وجہ اجتناب و یا متنبی حرام میں بھی تو یہ کہ کوئل حلال ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ حلال ہوتے تو  
 شایع ان کے قتل کا حکم کیوں فرماتا۔ اور ان کو قتل کر کر کیوں شائع کرتا جب اب اس مغلطہ کا یہ حکم کیا  
 غلطی اس وجہ سے پیش آئی کہ قتل کے معنی تو عام میں ذبح کو بھی شامل ہیں جسکے یہ سننے ہونے  
 کہ قتل سباع جہ اگر ان کو قتل کر کے کھانے کا حکم بھی مباح ہے۔ اور اگر غیر اہل النعمان ہے تو قتل  
 بدوں حلت اہل سباع ہے اور لفظ یقتلن کے معنی یہ اختیار کئے ہیں۔ کہ صنف خانیہ کرنے کے  
 لئے قتل کے جاوے نہ کھانے کیلئے گویا قتل کو ایک اسکی خود مانتی نہ مقرر کر لیا ہے جسکی وجہ یہ  
 غلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لئے ذبح کرنے پر قرآن پاک میں موجود ہے ولا تقتلوا  
 العیون و انہم حرم الہم اس جگہ قتل عام ہے۔ ذبح کو بھی شامل ہے۔ جو کھانے کے لئے  
 ہے یہ سب یہ ہوا تو حرم نہ اہل کسی طرح نہ ہوئی۔ ہم کلام میں عینہ ناظرین ہائے  
 خلاف فرم ایک عالم کے شان کو مرکز نمایان نہیں۔ ہم تم شکار کو کھانے کے واسطے کس طرح  
 ذبح کر سکتے ہیں حالانکہ باجماع ائمہ ثابت ہے کہ محمد کا ذبح کیا نہ شکار مردار کی طرح حرام  
 اور انہوں نے کتنا سب سے استدلال کیا ہے اب اگر عام جو حقیقہ کا یہ مذہب دکھادیں کہ کھانا  
 ذبح کر کے کھانے کے واسطے نہ جائز اور حلال ہے تو ہم تسلیم کر لیں گے ورنہ آپ نے  
 جو اس کو ثابت نہ ہو سکتا۔ جو ع کریں اور اگر اب قاضی کو حرام بھی یقین کریں۔ پس تمہارے



کہ غراب بقیع فاسق حرام ہے۔ من برداشت غیر نفقہ فی الدین قاعدہ چھارم غراب بقیع  
 خارج مایہ العنقۃ والسلامۃ سبزی یا الطبع قرار دیا ہے۔ مکمل تھا۔ اور جس جانور کو بغیر خدا صلوات  
 علیہ وسلم نے سوزی یا طبع اور محمول علیہ لایذا قرار دیا ہے وہ حرام ہے۔ اسلئے کہ ایذا علت سوزی فی  
 الحرمت ہے۔ خواہ ولی احد صاحب و ملوی اپنی کتاب حجۃ الہدایہ باب الذبائح فی الحرمین میں  
 بطریق قاعدہ بیان فرماتے ہیں۔ و منها الخیوانات المحبوسۃ علی الذیاد الناس و انما یقتل منہم ذبائح  
 الغرض للذخارۃ علیہم قبل الہام الشیاطین فی ذلک کا اقرب والی دانت والوزیرغ والذیاب فی غیرہا  
 و نحو ذلک حجۃ الہدایہ مطبوعہ بریلی ص ۷۷ سطر ۷ اور بعض انہیں کہ وہ جانور ہیں جو اپنی پیدا  
 گئی میں نہ کر لوگوں کو لایذا میں اور انہیں شیا چھین کہل جائیں۔ بولان پناہ کر۔ کہہ گئے کہ بقیع  
 کو قیامت جائیں۔ مگر اس پیش طالع کے الہام اللہ اس کے تحت کتے چلیں۔ مگر کتے۔ احد چلیں۔ شہاب  
 بکیر۔ اور امتد انہیں کی جو بھڑ وغیرہ صاحب بارے لکھا ہے۔ و انہ جرم من الذویات و بھڑ بھڑ من الذویات  
 میں سے بھڑ بھڑ کہہ نہ دیا ہے۔ اور نہ تو کتب میں بھڑ بھڑات لافل میں سے پس اس کی حرمت کی علت  
 صرف ایذا ہی ہے۔ نہ خواہ وہ بھڑ بھڑ کہل کے بغیر اپنی اوجیب حرمت کا ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ غراب  
 و کتب بھی یہ قدر بڑھ کر بھڑ بھڑ کہل کے تحت ایذا من قتل مسمولاً فما فوقہا الخ اور بھڑ بھڑ اس  
 سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں اصلیت سے بھڑ بھڑ لافل اند حرام غیر سوزی کے قتل کرنے سے نہیں دیا ہے  
 اور ایسی بالابہ میں صغیرہ پر کتب ہے۔ یہ مسئلہ قتل کران جانور کو الی الحکم نہ میرا کہ خود دن حرام  
 قتل کران جانور شعی جائز دست میں ثابت ہوا کہ جس جانور کو شایع علیہ السلام سوزی فرمایا ہو وہ حرام ہے  
 قیسو کہ کتب کے اندر علیہ السلام نے غراب بقیع الذی یسلس الحرمت الناس کے ذاتی سوزی و سباج القتل فرمایا ہے  
 انھیں افسر یعنی چار بیکو و اصل مذکور میں یہ کہہ گئے ہیں کہ بھڑ بھڑ لافل و ان کو باجو و سخت حفاظت کے بھی نہ کرنا  
 کہ کھیت ویران کر دیتی ہیں اور ایذا کی صورت مذکور میں غراب کئی درجہ بڑھ کر میں تا بہم کہ بارہ وین صغیرہ  
 علیہ السلام نے اشارہ و غراب ہے کہ جس شخص کی کھیتی سے چر شیرخ نہ وغیرہ کھائیں تو یہ مالک اعدا کا صدقہ  
 ہوتا ہے۔ کہ ابو الدوی فی کتبہ المجلع نو فرمایا ہے کہ بہاں بغیرہ قتل اور شرع کیا اور شاد قذافی ہے کہ اگر  
 کسی مالک کا فعل کو در چر میں سے صادر ہو گئے۔ اس سے کہہ گئے کہ سوزی اور سباج القتل میں  
 کہ ہے۔ وہی فعل جبر میں سے صادر ہو گئے۔ اس سے کہہ گئے کہ سوزی اور سباج القتل میں  
 کہ فی علیہ الصلوۃ والسلام کے نزدیک ایذا من قتل حرام ہے۔ اور ایذا بیان اس سے کہی گئی ہے  
 احاسن کے کہ غراب کا فعل مذکور یا غرض مستزاد من افعال النہاں ہوا جو صوبہ ملت اتر







پرندہ سے چنانچہ گھر بازہ بکری عقاب لہو مانند ان کے الحمد للہ کہ ہمارے درجن میں سے جیل و قیہ کی مانند  
 کوہے ناسحق کا کہ غلبہ ہو ناچار شک و شبہ ثابت کر دیا ہے۔ اب اس امر کے منکرین کو  
 پرندہ پرندہ و جیل و قیہ بلکہ دلیل غلبہ کا کوئی علاج نہیں الا یہی شیخ بدایہ میں بھی تحریر فرماتے ہیں  
 وروی غلبہ من النبی الصفی و البانی و الشافعی و الغزالی و الباقی و ما سواہ منی بنیای علی البیان  
 کتاب التفریح بلکہ منہج تدریجیہ اور پختہ درہنہ سے لکھتا ہے۔ بازہ بکری کہ گھر کو ابلیس و سیاہ ہیں  
 اور قیہ چلی شمشیر و قیہ کے حکم میں لکھتے ہیں۔ و اعلم ان غراب اربعۃ انواع نوع اول الجوب فقط  
 نوع الثانی غراب الزرع کما سیاتی فهو حلال الا اذا نزع یا کل الخبث فہو حرام اتفاقاً و نوع  
 سہم و من سیاح الطیر فهو حرام اتفاقاً البشایہ میں اور صاحب کفایہ ہادیہ کی اس عبارت میں نقل  
 ما لا یوکل لہ من الحیۃ کما سیاح و نحوہا تعلیل الخ و الا انما استثنیہ الشریع و سواہ عد قیہ پر  
 کتبہ میں نوادر السیراح ای کیل البرائم کالاسد و النمر و قوله و نحوہا ای کیل الطیر  
 کالبانی و الشافعی و اطلاق السیراح علی سیاح البہائم انتہی کفایہ۔ پس بدایہ اور کفایہ  
 فی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مستثنیہ اولیٰ از سیاح الطیر میں سے کوآ اور جیل میں اور انہیں  
 و قیہ کو سواہ انہیں سے مستثنیہ اولیٰ از زوی الغراب پرندوں میں سے بلکہ قیہ ناسحق سے اولیٰ  
 کہ قال الحدیث الذی یجوز عن کل فی غلبہ و منی بعدہما فاسقاً علیٰ یوزن اولیٰ (جسے البیان  
 بالبیان سے ثابت ہے اور منہج و زبایا حضور علیہ السلام نے ہر جاندار کو غلبہ کے کھانے اور انہیں  
 لیکن کہ بلکہ ناسحق سے اولیٰ ہے۔ پس ان روایات سے متن و معنی کو ابلا شک و شبہ و قیہ  
 ثابت ہو گیا ہے اور جو مجتہد اہل حرام سے اس پر قرآن و حدیث معلق و شاہد میں اور  
 اس پر ائمہ فقہاء و محدثین کا جملہ اتفاق ہے۔ اب اہل ایمان کو طاعت و مجال نہیں۔ کہ غلبہ  
 حرام ہونے سے انکار کریں۔ پس اندر سے یہ ثابت ہو کر غراب البقع و غلبہ حرام ہے ان  
 ایمان سے لیکر کافران سے کافران کی کشت کی قدر دانی فرما کر دے خیر و استہ علیہ  
 یہ کہ یہ بیادہ و اور کج مشہور ان کتب المطلب رتبۃ الاشراف و تعلیک الایمان الا انما  
 استباح ہر کہ یہ جو قیہ سے جو غراب البقع کی حرمت میں بیان کی گئی ہے۔ ہر قیہ  
 حرمت کو سب غلبہ محض نہیں بلکہ فی الزرع و خبث کے مساوی سب غراب پر  
 ان روایات میں۔ و ان وہ ہر کے مساوی کہ یہ قیہ البقع حرمت کی ایک ہی قیہ  
 ان روایات میں۔ و ان وہ ہر کے مساوی کہ یہ قیہ البقع حرمت کی ایک ہی قیہ







قال من غراب سرسبز لانه ياكل الحب وليس من مسبل فخير قال لا يرسل الله ليعلم  
 ان كل من كان له اعداء اتى به - وكن الغراب لا يبعث القذات متعلقا بالبحر ولا الاقبح  
 الذي ياكل الحب لخطر اوقايه - مسئله حرام است خود ان گفتار ورنه بود و سنگ پشت  
 و نرنگ چپ که مراد از او بود و زرنغ سیا که رنگ باشد شتر و قایه فارسی و حل غراب الزرنج  
 لا الاقبح الذي ياكل الحب كثره القايه وخرقه تحمل فیهل یست - جوشه و اهل الله صاحب بود  
 شاه ولی الله صاحب کثره که ترجمه فارسی میں تحریر فرماتے ہیں و حلال باشد زرنغ کثره است  
 بخبر و حلیه کی ہے خود زرنغ ابلق کہ میفرود مراد از او بود و ابلق زرنغ متعارف است  
 که رنگ گردن آن پست بر و پازویش سفید باشد - اور شاه صاحب کے ترجمہ فارسی کے  
 اور ترجمہ میں مولوی محمد اسحاق حسیب صاحب تحریر فرماتے ہیں جو کوئی کہتی کھانا ہے اور  
 کھانے کی نہیں کھاتا حلال ہے مگر جو کوئی ابلق کہ مراد کھانا ہے وہ حرام ہے - اور مراد ابلق سے  
 یہی رہی کہ اس کے چنگی گردن کے بال بہ نسبت پروں کے سفید ہوتے ہیں کھانا اس کا حرام  
 ہے - احسن المسائل معلومہ التامیہ ص ۱۰۵ - الحمد للہ الذی هدانا لهذا وکنا لنشکری  
 لو ان بدنا الله لقد عانت رسل ربنا بالحق و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلا  
 والسلام علی رسول محمد و آلہ واصحابہ اجمعین - **لا اله الا الله محمد رسول الله** علیہ السلام  
 ثم هذا الجواب لليون الله الملك الوهاب -

حاشا لله ان لا یجوز ان یسأل عن خاتمه اسم الله و قد ذیل کایان سے اللہ کے اسم میں نہیں کیا  
 ملیں گے - بعض ان کے کہ اسی لیے کہے کی ملکہ و درستی نسبت بحث واقع ہوئی پہلے ایک دوسرے کی  
 اشارت میں غلط و کتابت کئے گئے ہیں - جو کتاب الجہد علی میں منہج ہو کر چھپ چکی ہے اس کے بعد  
 ہم گفتار تقریر کیا - اشارتے میں اس کی کوئی کی حلطہ پر قیاس علی الدجاجة الخلاء ماخوذ میں  
 آخر نے جواب میں نقد قیاس مذکور اور حیرت فرات شہرہ فریخ مقطوع یعنی مقبس میں وجود میں  
 لا و کھانا میں روم میں - مسئلہ کا پیش کیا پس سننے ہی معلوم کرنا یا غرض فرمنا کہ میں اپنے  
 مسئلہ کو تسلیم کر لیتا ہوں حدیث کے بعد سے غویہ میری بحث کی حیرت ظاہر ہو گئی ہے اس کتاب  
 نقد عقول عرب و غیر میں حدیث قصائد و کتب کے ساتھ مع کلمہ کہ غرائب العلم میں یہ ہے جب تک میں  
 اس میں بدو گزشتہ جس کے بعد یہ اصول تسلیم کر لیتے ہیں و مراد تھا اور المقال کہ غویہ را اور جواب  
 میں کہ کفران کوئی نہیں ہو



